ماہِ ملکہ
مریم مظفر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ماہِ ملکہ

از

مریم مظفر

www.novelsclubb.com

انتساب۔۔۔

ماہِ ملکہ میرے لیپ ٹاپ کے نام جس نے گھنٹوں میری ٹائپنگ سپیڈ برداشت کی ہے اور ماہِ ملکہ مہر النساء شاہ میر کے نام جس نے اس سے بھی زیادہ گھنٹے میری کہانی سنی، سمجھی، پڑھی اور نکھاری ہے۔

اِن دونوں کے بغیر یہ سفر شاید کبھی شروع ہی نہ ہوتا۔

www.novelsclubb.com

ماہِ ملکہ

قسط نمبر 9

www.novelsclubb.com

باب خادم

سحر کے دیوانے کو آج سے پہلے کوئی صبح اتنی بد صورت نہیں لگی۔ سفر کے دلداہ کو آج سے پہلے کوئی سفر اتنا ناقابل برداشت نہیں لگا۔

www.novelsclubb.com

جزیرے کا ماحول ابر آلود، ٹھنڈا اور خوشگوار تھا۔ جہاں روح میں تازگی اتری وہیں ایک بوجھ سا بھی سینے پر آ گیا۔ جزیرے کی ہوا نتھوں سے ٹکراتی تو کچھ دیر کے لیئے پورا وجود چنگاریوں کی زد میں آ سا جاتا اور اگلے ہی پل انسان خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگتا۔

جہاز سے اترتے ساتھ انہیں مختلف بگیوں میں بٹھاتے جزیرے پر موجود واحد عمارت کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ سرسبز وادیاں، پہاڑ اور ارد گرد گہری چٹانوں سے ٹکراتا سمندر..... خوف زدہ ہونا تو واجب تھا۔

بلندی پر بنی وہ عمارت فاطر بگی میں بیٹھا با آسانی دیکھ سکتا تھا۔ آگے پیچھے سے بند بھوری اینٹوں والا قلعہ جسے سلطنت ماہِ ملکہ کی رہائش کے لیئے خاص حکومتِ یمن نے فراہم کیا تھا۔

اونچی ڈلہوان پر چلتی سب سے آگے ملکہ کی خاص سواری تھی۔ سنہری اور سفید بگی اوپر اور دائیں بائیں سے بند جس کے آگے دو بھورے گھوڑے بندھے تھے۔ سامنے بیٹھا ایک پستہ قد والا آدمی انہیں دوڑا رہا تھا۔ اس سے پیچھے المیرا اور بھمن شانہ بشانہ بیٹھے تھے۔ دونوں کے تاثرات امن پسند اور پر سکون۔ المیرا کے مختلف سوالات کے جواب دیتے وہ مسکرا رہا تھا جبکہ المیرا مصنوعی ہنسی سنانے میں اپنی توانائی ضائع کر رہی تھی۔

پیچھے بیٹھے فاطر کا بس نہ چلتا المیرا کو چلتی بگی کے نیچے دے دیتا۔ ''غلطی سے آج دانت صاف کر لیئے ہونگے تبھی بی بی ہنسی جا رہی ہیں۔'' پہلو بدل کر کہنے والی اسکی بر براہٹ کا کچھ حصہ ساتھ بیٹھی سنہری زرہ پہنے گل نے بھی سنا تھا۔ دبیر پیچھے کہیں کسی اور سواری میں تھا۔

''مجھ سے کچھ کہا ہے سر؟'' گل کے مخاطب کرنے پر وہ ذرا سا بھوکلایا، کان تک شرم سے گلابی پر گئے۔

''نہیں۔'' چہرے پر ہاتھ پھیرتے اس نے کہنی بار پر ٹکا دی۔ آدھا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ بظاہر باہر کا سبزہ زار دیکھنے میں مصروف تھا مگر دل کی دھڑکن المیرا کی ہر ہنسی پر کچھ مزید ڈوب رہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ سکی کون زیادہ زہر ہے..... سرمئی لباس والی ملکہ یا اسکے پہلو میں بیٹھا وہ دم چھلا (فاطر اسے انسان ماننے پر فلحال تیار نہ تھا)۔

آنکھیں بند کیئے وہ اندر بنتے اس نئے جذبہ کو حد درجہ نظر انداز کرنے کی کوشش میں تھا۔

ان سے پیچھے والی بگی میں نگار، ادوب اور دیگر اونچی ہستیاں تھیں۔ بیشتر عوام کندھوں پر سامان لادھے کسی کاروان کی طرح چلے آرہے تھے۔

بلندی سے دیکھو تو یوں لگے گا تین سفید ڈبوں کے پیچھے انسان نما چونٹیاں ہانپتی ہوئیں آرہی ہیں۔

"یہ قلعہ خاص ہمارے لیئے بنوایا ہے کیا؟" دور سے نظر آتی اونچائی پر بنی شان و شوکت سے کھڑی عمارت کو دیکھتے المیرا کی آواز میں پسندیدگی تھی۔ بھمن مسکرایا تبھی فاطر نے اسے کچا نگلنے والے انداز میں دیکھا۔

"یہ قلعہ برسوں پہلے جنگی محاظوں میں قیام اور دفاع کے لیئے تعمیر کیا گیا تھا۔ کچھ سال پہلے ہی اسے جلاوطن اور عمر قید جیسی سزاؤں والے مجرمین کا تہہ خانہ میں تبدیل کیا ہے۔" المیرا کی پیشانی پر سوچ کی واضح لکیریں ابھریں۔

''تو کیا وہ تمام قیدی اس وقت بھی وہیں موجود ہیں؟'' بھمن نے ایک تھکن زدہ سانس خارج کی۔ پہئیوں کی آواز اور ہچکولے کھاتی سواری کے بیچ بھمن کی آواز کبھی کبھی مدھم ہو جاتی۔

''معذرت خواہ ہیں ملکہ..... مگر فلوقت ہم انہیں کہیں اور منتقل نہیں کر سکے۔'' اسکے شرمندہ لہجے پر المیرا چہرہ پھیرتے حوصلہ بلند کرنے والے انداز میں مسکرائی۔

''آپ کا اتنا تعاون ہی ہمارے لیئے کسی امرت سے کم نہیں۔'' پیچھے بیٹھا فاطراب مسلسل ایک ٹانگ ہلا رہا تھا۔ اسکی یہ بے صبر کیفیت ساتھ بیٹھی گل جان کی زیرک نگاہوں سے چھپی نہ رہی۔ ہونٹوں کو سیدھی لکیر میں رکھتی وہ خود کو مسکرانے سے روک رہی تھی۔

''لگتا ہے جلنے والا جلانے والی کے لیئے جل رہا ہے۔ ''

''کیا میں پوچھ سکتی ہوں ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟''المیرا کا سوال یقیناً غیر متوقع تھا۔ بھمن باشا کا اطمینان ڈگمگاتا دیکھ وہ اپنے سوال پر کچھ مزید ثابت قدم ہوئی۔

''آپکی دلچسپی ہمارے لیئے قابل احترام ہے مگر.....کافی حیران کن بات ہے کہ اس قلعہ کے نظام کا علم صرف بادشاہ حضور یا ان کے خاص قاضیوں اور وزرا تک محدود ہے۔''المیرا نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کیوں کہا۔

''عام مجرم یہاں قید نہیں ہوتے شاید تبھی اس قلعہ کی خوفیا معلومات کم ہی لوگوں کو میسر ہے۔''بظاہر تو المیرا نے سمجھتے ہوئے گردن ہلادی مگر دل ہی دل میں تہیہ کر چکی تھی کے ایک بار اس تہہ خانے میں ضرور جائے گی۔المیرا کی متجسس فطرت بڑھاپے میں بھی سکون سے نہیں بیٹھے گی۔

ان کی سواری بلا آخر چوٹی کی بلندی چھڑتے ایک بلند قامت بھاری دروازہ کے سامنے آرکی۔آسمان سے باتیں کرتا لوہے کا دروازہ چاند ستاروں کے نقش و نگار سے

مرش تھا۔درویش قوم کو قریب آتا دیکھتے اس قلعہ کے یمنی محافظوں نے دروازے پہلے ہی وا کرنا شروع کر دیئے۔چڑ کی آواز کے ساتھ کھلتے قد آمد دروازے سے دھول کا غبار اڑتا ہوا ان کے قدموں کو چھونے لگا۔

اپنی نشست سے اٹھتے بھمن نے المیرا کے لیئے دروازہ وار کھا۔اسکا ذاتی ملازم بگی کے سامنے پہلے ہی ایک قدمچہ رکھ چکا تھا۔

المیرا نے آج سے پہلے اتنی طاقت خود میں کبھی محسوس نہ کی تھی۔حکمرانی کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔

"ملکہ۔"ایک ہاتھ المیرا کی طرف بڑھاتے بھمن کی نیت مدد کی تھی۔جہاں المیرا اندر ہی اندر چونکی وہیں پیچھے بیٹھا خادم اس ہاتھ کو دیکھتے ایک بار دوبارہ سلگ گیا۔ فرق یہ تھا اس مرتبہ آگ کچھ زیادہ بھڑکیلی تھی۔

مسکرا کر المیرا بھمن کے ہاتھ کا سہارا لیئے نیچے اتری۔ فاطر جو بھمن کو دل ہی دل میں کوس رہا تھا اب المیرا کے چال چلن دیکھتے اسکا دل کیا زمین کھلے تو وہ پانی بن کر اس میں سما جائے۔

لوہے کے کھلے دروازے کے قریب چلتے فاطر اور گل ان کی پشت پر تھے جب یک دم ایک احساس کے تحت المیرا ٹھہری۔ کئی وزرا بھی اسکے رکنے کو دیکھ اپنا چلنا بھول گئے۔

نیچے دیکھتے المیرا نے لباس کو زرا سا اٹھاتے منہ پھلایا۔ ''کوئی مسئلہ ہے ملکہ؟ '' بھمن کے سوال پر اس نے مصنوعی خفگی آنکھوں میں سماتے سر اٹھایا۔

''میرا جوتا کھل گیا۔'' چہرہ پھیرتے اپنے خادم خاص کو دیکھا۔ یہ پورے دن میں المیرا سے ملنے والی پہلی نظر تھی...... غیر ارادی اور اچانک۔ فاطر کے چہرے کا رنگ قدرے گلابی ہوا۔

www.novelsclubb.com

"میرا جوتا بند کرو خادم خاص۔" ساری شرم ڈوب کر پانی میں بہہ گئی۔ بے یقینی اور حیرت کی کیفیت میں المیرا کو دیکھا۔ ملکہ کی مسکراہٹ سے واضح تھا اس کا مقصد بس فاطر کی ہتک اور توہین ہے۔

فاطر نے نگاہ اسکے کھلے چمکدار جوتوں پر ڈالی اور پھر اسکے روشن چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔ وہ عورت اسکی انا جھکا کر نجانے کونسی تسکین حاصل کرتی تھی۔ "دیکھتے رہنے سے کام نہیں ہوتا خادم تھوڑے ہاتھ پاؤں چلاؤ۔" فاطر نے مدد کی نیت سے کنکھیوں سے گل کو دیکھا جو چہرہ اٹھائے خالی آسمان میں نجانے کونسی چڑیا کے پَر گن رہی تھی۔ پہلا صدمہ کم تھا جو فاطر کو اسکی بے وفائی بھی سہنی تھی۔

آج ثابت ہوا 'یہاں کوئی کسی کا نہیں'۔

گردن جھٹکتے اس نے ایک مشکل فیصلہ لیا۔ اپنے زخمی بازو کو سنبھالتے وہ بہت دھیرے سے گھٹنوں کے بل جھکا۔ پسِ منظر میں اسے وہ اونچا قلعہ خود پر ہنستا

www.novelsclubb.com

محسوس ہوا۔کاش انسان خود کو وقتی طور پر دل کا دور اپر واسکتا تاکہ عزت ہی بچ جاتی۔

المیرا کے جوتے کی پتلی سی رسی تھامتے اس نے انگلیاں اسکی ایڑھی پر رکھیں۔المیرا اب کمال ڈھٹائی سے مسکرا رہی تھی جبکہ اسکے قدموں میں جھکا فاطر اسکے اونچے سرمئی جوتے کو بند کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔(''کون سے سائنسدان نے بنائے ہیں یہ جوتے؟''خجل خوار ہوتے آدمی نے دل میں سوچا)۔

اپنا کام ختم کرتے وہ آہستہ سے کھڑا ہوا۔کندھے اب جھک ہی گئے تھے تو اٹھنے کی کیا جلدی۔

www.novelsclubb.com

گردن اکڑاتے اس نے ایک لمحے کے لیئے فاطر کی خالی نگاہوں میں دیکھتے اپنی حاکمیت جتائی۔ بھمن کی طرف ایک مرتبہ مزید متوجہ ہوتے وہ اب اسے آگے بڑھنے کا کہہ رہا تھا۔گل نے آنکھوں ہی آنکھوں میں فاطر کو ملامتی نگاہوں سے دیکھا جسے اس آدمی نے اس مرتبہ کمال مہارت سے نظر انداز کیا۔

ایسا ہے تو ایسا ہی صحیح۔

دروازے کو پار کرنے پر سامنے ہی ایک سلاخ دار بار اینٹوں کی دیوار میں پیوست دکھے تھی۔اس بار کی بنیادیں مکمل طور پر اینٹوں نے گھیری تھیں۔دو مرد اب رسی کی مدد سے دروازہ اٹھا رہے تھے۔دھول اور مٹی کے مرغولے رکے ہوئے کاروان کی جانب اٹھے۔ قلعہ میں داخل ہوتے انہیں ایک چوری مگر بے انتہا اندھیری راہداری کا سامنا کرنا پڑا۔دیواروں میں لگیں مشعلیں بجھی تھیں۔

خاموشی سے اس راہداری کو تہہ کرتے اختتام دو طرف جاتے بند راستوں کی طرف ہوا۔ قلعہ میں دم گھٹنے کا احساس بے انتہا تھا۔المیرا بغیر کسی سوال جواب کے بھمن اور اسکے کچھ ساتھیوں کی قیادت میں اپنے لشکر کو لے کر چل رہی تھی جب انہوں نے بائیں طرف والی راہداری میں مڑنے کا فیصلہ لیا۔اینٹوں کے بنے راستے پر قدموں کی چاپ اونچی تھی۔

قدم قدم چلتے انہیں بالآخر ایک طرف سے آتی روشنی دکھی۔المیرا کا دل پر سکون ہوا ورنہ تو اندیشے اسے نگھل جاتے۔

"قلعہ پر اسرار ضرور ہے مگر آپکی حفاظت کے لیئے اس سے بہتر اور کچھ نہیں۔" بھمن کی پشت کو دیکھتی وہ مغموم سی مسکرائی جبکہ در حقیقت اسکا دل اس قدر اندھیرے سے خوف زدہ ہو رہا تھا۔

"ہم یمنی سلطنت کے شکر گزار ہیں۔" کندھے کے قریب کسی کی موجودگی محسوس ہوئی تو چہرہ اٹھایا۔اسکی بہن نجانے کس گھڑی اسکے اتنی قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ان کے قدم روشنی کے کنارے رکے تو بھمن نے ہاتھ پھیلاتے انہیں تعظیم دی۔ المیرا نے آنکھوں پر ہاتھ کا جھجا بناتے روشنی میں غور کیا۔یک دم دل ایک خوبصورت جذبہ سے بھر گیا۔پتھروں کا وسیع میدان جس کا چھت اوپر سے

سوارخ دار دیوار سے بند تھا وہاں موجود ایک ساتھ بیس تیس آدمی اسے تعظیم دے رہے تھے۔

"خوش آمدید ملکہِ ماہ!" ان دبلے اور ناتواں آدمیوں کو دیکھتے اس نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام وصول کیا۔ جب ان کی سربراہی کرتی ایک عورت نے تعظیم سے اٹھتے سر بلند کیا۔

اچانک ہی ایک ساتھ کئی سانسیں تھمنے کی آواز آئی۔ المیرا کی مسکراہٹ کچھ الجھی۔ جواب کی نیت سے چہرہ نگار کی طرف پھیرا تو حیران رہ گئی۔

اتنے دنوں میں اس نے کبھی اپنی سوتیلی بہن کو ساکت ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

"خوش آمدید ماہ نگار۔" دودھیا رنگت، سفید لباس، چمکتا تاج اور اس سے لہراتے سفید پلو والی عورت نے مکمل جلا دینے والی مسکراہٹ سے نگار کو دیکھا۔

اسکی بہن یوں کھڑی تھی جیسے کسی سانپ نے ڈس لیا ہو۔

"ملکہ ماہ ان سے ملیں۔ بادشاہ یمن کی ہونے والی تیسری زوجہ.....رانی ماہ کامل۔"

نگار سمیت المیرا کو بھی حیرت کا جھٹکا لگا۔(تو اسکی بہن ایک لوک داستان نہیں بلکہ حقیقت تھی۔)سر تا پیر اس خوبصورت لڑکی کو دیکھا.....تو یہ تھی اسکی غدار بہن اور (نگار کو دیکھا) یہ تھا میری خودار بہن کو کاٹنے والا سانپ۔

تناؤ زدہ ماحول میں اگر تم تمام وزرا کے اختتام پر دیکھو تو ایک گہرے بھورے جلبیہ میں پستہ قد آدمی دکھے گا۔وہ خاموشی سے قیدی مردوں کے گروہ کا سربراہ بنے سامنے لگے تماشے سے لاپرواہ تھا جب نگاہ یونہی اطراف میں دورائی۔بائیں طرف کمرے اور دائیں طرف کھلا میدان جس کے اطراف دو منزلوں میں کمرے ہی کمرے تھے۔

www.novelsclubb.com

دل کی دھڑکن خود بخود سست ہوئی اور آنکھوں کی لاتعلقی بے یقین میں بدلی۔ دوسری منزل سے نظر آتی ایک کھڑکی پر کسی کا خون آلود ہاتھ شیشے پر سے پھسلتا نیچے جاتا غائب ہوا۔

دبیر السازار کا پورا وجود ایک ایسے بت کی مانند بن گیا جو بس ایک پھونک کی مار تھا۔ ہاتھ ہٹانے پر شیشہ خون آلود ہو گیا۔ تیز ہوتے تنفس اور پسینہ ہوتے وجود کو نظر انداز کرتے اس نے نگاہ ہٹالی۔ اطراف میں دیکھا سب اپنے مسائل میں الجھے تھے۔ موقع غنیمت پاتے وہ راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔ اس بار جو اسکے قدم اٹھے تو لاپرواہ، ہڑبڑاہٹ لیئے اور جوشیلے تھے۔

واپس اسی انڈین سیریل کی طرف آؤ۔ نگار کی آنکھ اپنی بچھڑی ہوئی بہن کو دیکھتی پھڑک رہی تھی۔ سب کی خاموشی کا اندازہ کرتے بھمن نے کامل کی طرف پیش قدمی کی۔

www.novelsclubb.com

"ہم اس غدار کے ساتھ ایک چت تلے کبھی نہیں رہے گیں۔" اسکی بہن کی دھاڑ آسمان چھوتے زمین سے ٹکرائی۔

"تمہارے لیئے قلعہ سے باہر انتظام کر دیتے ہیں۔" المیرا اپنی بہن کی حاضر جوابی پر حیران کم اور متاثر زیادہ ہوئی تھی۔

بھمن نے ہاتھ اٹھاتے جگھڑے کو آگے بڑھنے سے روکا۔ ''تم اپنے ہی ملک کو لوٹ کر پرائے ملک میں حکمران بنی ہو، یاد رکھنا غداری کا داغ کوئی پانی نہیں دھو سکتا۔

''اپنی چھڑی زمین پر مارتے بات کو وزن دیا۔

''ٹھیک ہے! میں کپڑے سے صاف کر لونگی۔''

''تم اگلی ملکہ ماہ تھی۔''المیرا نے بے اختیار چہرہ پھیرتے نگار کو دیکھا۔ یہاں اور کتنے رازوں سے وہ ناواقف تھی۔

''میں تمہاری کٹ پتلی بن کر نہیں رہ سکتی تھی نگار۔''سخت چھبتا لہجہ۔ آنکھوں کی چالاکی اندھیر ہوئی۔ ماہِ نگار نے جواب نہ دیا۔ ضروری بھی نہیں تھا! کامل کی آنکھوں کی کاٹ اور اداسی نگار کے مظالم کی روداد باخوبی سنا رہی تھی۔

''ماہِ کامل اب یمنی سلطنت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ آپ یا آپ کا کوئی ساتھی ان کی توہین نہیں کر سکتا۔'' بھمن نے المیرا کی طرف دیکھتے صاف لفظوں میں کہا۔

"بے فکر رہیں، ہمارے سقافتی تعلقات پر ماضی بے اثر رہے گا۔" بھمن نے المیرا کی بات پر سر ہلایا اور ماہِ کامل کے کندھے کے پار اپنی جگہ سنبھالی۔

دو بہنیں اب ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے ناواقف تھیں یا المیرا ہی بس اس اجنبیت کے لبادہ میں ڈوبی تھی۔

کامل نے پیچھے کھڑے ایک ملازم کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔ اسکی سفید لمبی گردن میں پہنا زرقون کا چمکتا ہار المیرا کی نظروں کے لیئے واحد دلچسپی تھی۔ قریب آنے پر کامل نے ملازم کے ہاتھ میں موجود شیشے کی صندوقچی اٹھائی۔ سفید جالی دار لباس کے بازو اسکی انگلیوں تک آرہے تھے۔ تراشی لمبی انگلیاں اور ان میں پہنی ان گنت انگھوٹیاں المیرا کو خود کی طرف کھینچ رہی تھیں۔ کھلے میدان پر روشنی اوپر سے آتی ڈبے میں موجود شہ کو پر روشن کیئے ہوئی تھی۔ چمک کی دلدادہ کی خوشی ساتویں آسمان کو چھو گئی۔

قریب آنے پر غور کیا تو وہ ایک سنہرا ہار تھا جس کے درمیان سے لٹکتا سورج قدرے ابھرا تھا۔اسکی آنکھوں کو ٹھنڈک ملی۔

"یہ یمن کے بادشاہ کی طرف سے ملکہ ماہ کو تحفہ۔" ہلکا سا جھکتے کامل نے تحفہ اسکے قریب بھڑایا۔المیرا کے اشارے پر فاطر آگے آیا اور تحفہ سنبھالا۔

"ہم پرجوش اور پرامید ہیں کے یہ تعلقات کا نیا سفر دونوں ممالک کی بحالی لے کر آئے گا۔" المیرا نے پلکیں جھپکاتے اکتفا کیا تو ماہِ کامل مسکرائی۔کچھ لمحات کے لیئے تو المیرا بھی سحر زدہ رہ گئی۔کامل کے چہرہ پر موجود روشنی ہر زیور کو مات دیتی تھی۔

المیرا اپنی بہن کو دیکھنے میں اتنی مگن تھی اسے ادوب کے کھنکارنے کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔المیرا نے بدمزگی روکتے چہرہ اٹھایا۔ادوب نے اسکے کان کے قریب جھکتے اپنی بات کہی اور ایک طرف کھڑی ہو گئی۔معلوم نہیں کسی نے غور کیا تھا مگر المیرا کی پلکوں کی لرزش گواہ تھی کے معاملات اسکے ہاتھ سے نکلنے کے خواہشمند ہو رہے ہیں۔

بھمن ان کی یہ پیغام وصولی الجھ کر دیکھ رہا تھا جب المیرا نے کھانستے حلق صاف کیا۔

"ہماری عورتیں ایک مرتبہ اپنے منتخب کردہ مردوں سے ملنے کی خواہاں ہیں۔" یہ بات اس نے نگار سے صبح ہی تہہ کی تھی جس کی ابھی ادوب نے اسے یاد دہانی کروائی۔ جہاں کامل زیرِ لب مسکرائی وہیں بھمن کی بھنویں کچھ قریب آئیں جیسے اسے ملکہ کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

پیچھے کھڑے فاطر کا دل کیا المیرا کو طنز سے کہے "اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے"۔(دراصل المیرا نے اپنی سلطنت سے یہ کہا تھا کے یمن والے انہیں اپنے مرد شادی کے لیئے پیش کر رہے ہیں جبکہ یمن سے معاہدہ میں درج تھا کے وہ اپنی عورتیں انہیں پیش کر رہی ہے۔)

"ہماری عورتیں ایک مرتبہ اپنے ہونے والے شوہروں سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"بھمن کی بھنویں اب کے کچھ جدا ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"کیوں نہیں مگر۔۔۔ملنے کا جواز؟" گفتگو اسی سمت جا رہی تھی جہاں المیرا کی خواہش تھی۔ معملات ابھی بھی نہیں بگڑے۔

"پہلے ملیں بعد میں ملیں، جانا تو ایک دوسرے کے ساتھ ہی ہے۔" اسکی گہری مسکراہٹ پر سفیر نے سر تا عید میں ہلایا۔ کامل یقیناً المیرا کی چڑپ زبانی پر کچھ حیران ضرور ہوئی تھی۔

"میں ان کے ملنے کا بندبست کرواتا ہوں تب تک آپ آرام کر لیں ملکہ، تاکہ دوپہر کا کھانا تروتازہ ماحول میں کھایا جا سکے۔" المیرا نے اسکے ارادے رد نہ کیئے۔ ویسے بھی وہ اپنی متوقع چال کی جانب بہتی ندی میں بے وجہ کنکر نہیں گراتی تھی۔

www.novelsclubb.com

★

ملکہ کو یہاں بھی سب سے آرامدہ اور کشادہ کمرہ نصیب ہوا تھا۔ درمیان میں رکھا گول شاہانہ بستر، ایک طرف کو لٹکے کپڑے اور ملبوسات جن کی بائیں طرف لکڑی کے پٹ رکھے اپنے پیچھے لباس تبدیل کرنے کا حصہ دے رہے تھے۔ سنگھار میز،

اونچا تخت اور ایک طرف کو بنی اونچی کھڑکی جس کے پردے اس وقت ہٹے تھے، نیز یہ کے ملکہ چاہے مہمان ہو یا میزبان اسکی زندگی عیش میں ہی ہو گی۔

کمرے کے دروازہ کے قریب کھڑا مرد البتہ ان سب سے متاثر ہونے کا کوئی نیک ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ تو ملکہ کے رعب سے بھی دور تک بے اثر تھا۔ جلبیہ اور پلستر پہنے فاطر اسلام جانچتی نگاہوں سے دور کھڑی المیرا کو دیکھ رہا تھا۔ لٹکے ہوئے کپڑوں کے سامنے کھڑی وہ اپنے لیئے لباس پسند کر رہی تھی۔ جو کام ہمیشہ بلبل کرتی تھی وہ آج اسکے کندھوں پر آ گیا تھا۔

سیاہ سادہ ٹخنوں کو چھوتے لباس میں اسکے بال نم اور وجود زیور سے خالی تھا۔ غالباً وہ غسل کر کے آئی تھی۔ وقفہ وقفہ سے کمرے میں کپڑوں کو آگے پیچھے کرنے کی آواز آتی اور پھر المیرا کی ناپسندیدہ ہنکار سے بدل جاتی۔ کئی ملازمین بھی یہ کام سرزد کرنے آئے تھے مگر المیرا نے انہیں دروازہ سے ہی چلتا کر دیا۔

اسکے بولنے کا منتظر کافی دیر تک صبر کرتا رہا مگر جب رہا نہ گیا تو سادہ سے لہجہ میں سوال کیا۔ ''آگے کے کیا ارادے ہیں تمہارے؟'' آج المیرا کا نام لینا مشکل ہو رہا تھا۔ مصروف مغرور مہرانی نے چہرہ پھیرنے کا بھی تکلف نہ کیا۔

''دوپہر کا کھانا کھائے گیں پھر رسومات کی تیاری شروع کرنی ہے۔ بھلا میں بھی تو دیکھوں اس دنیا میں شادیاں کیسے ہوتیں ہیں۔''

''میں تمہاری اچانک آنے والی بہن کی بات کر رہا ہوں۔'' فاطر نے اسکی بات کاٹی۔ ''اسکا کیا کرو گی؟'' المیرا نے کندھے کے پار سے جھانکتے بے وجہ کی الجھن اپنے انداز میں اپنائی۔ فاطر کا ہر سوال ہمیشہ اسکے اندیشوں کو الفاظ کی صورت کیوں دیتا تھا؟

''اس کا میں نے کیا کرنا ہے..... نگار کا مسئلہ ہے، نگار جانے۔'' ہلکی سی کھلکھلاتی ہنسی کے ساتھ بات ختم کی اور دو جوڑوں کو آمنے سامنے کیا۔ ''کونسا زیادہ رعب دار ہے۔'' فاطر نے پہلے گہرے سمندری رنگ والے ریشمی لباس کو دیکھا اور پھر ہلکے

سبز رنگ کے کامدار پوشاک کو۔ غیر دلچسپ نگاہوں نے المیرا کے چہرے پر ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔(گل نیچے کماری کے ساتھ مصروف تھی جبکہ دبیر وبا کے مسائل جانچنے میں)۔

فاطر نے جواب نہ دیا۔المیرا کو اسکی خاموشی سے زیادہ ان بے خوف نگاہوں کے حصار نے غیر آرامدہ کیا۔ بمشکل اپنی کیفیت کو چھپاتے وہ تمسخر سے مسکرائی۔

"میں بھول گئی تمہیں تو خواتین سے الرجی ہے۔ تم کہاں پسند کرنے میں مدد کرو۔ "

"ان سب کو دھوکہ مت دو المیرا۔" فاطر نے اسکی بات کاٹی۔ کچھ ٹوٹا ہوا تھا اسکے لہجے میں، المیرا بحث بھی نہ کر سکی۔ "میں تمہاری ناانصافی سہہ لونگا مگر دبیر اور گل کی زندگیاں جہنم مت بناؤ۔ان کی مدد کرو۔انہیں جانے دو۔" ہاتھ میں تھامے کپڑوں پر اسکی گرفت بے جان تھی۔ فاصلے پر کھڑا مرد آج اسے بے بس لگا اور کچھ بے وقوف بھی۔ بھلا کوئی کسی غیر کے لیئے اپنی عزت کا سودا کیسے کر سکتا ہے۔

''تم نے کہا تھا تم ہمیں نکال لو گی۔ وہ وعدہ پورا کرو المیرا۔'' فاطر کی نگاہوں میں بار بار گل کا وہ نفرت اور مایوسی میں ڈوبا چہرہ منڈلانے لگتا۔ آنکھیں بند کرتے اس نے گردن جھٹکائی۔

''آج تو آئے ہیں ہم تھوڑا صبر کر لو۔'' المیرا نے مسکراتے ہوئے ماحول کو پر سکون کرنا چاہا جب کے در حقیقت اسے اپنا پور پور ایک اندیکھی طاقت کے نیچے دبتا محسوس ہو رہا تھا۔ ایسی طاقت جو اسے ہتھیار گرانے پر اکسا رہی تھی۔

''آج آئی ہو تو آج ہی سے اگلی پیش قدمی کرو۔'' اب کے اس نے دروازہ کا سہارا چھوڑتے کھڑکی کی طرف قدم بڑھائے۔ یمنی ہار سنگھار میز پر رکھا اپنے پہنے جانے کا منتظر تھا۔ ''ہمیں واپس ہمارے گھر کیسے بھیجو گی۔'' گندمی رنگ کی ساڑھی نما گھیرے دار لباس کو نکالتے اس نے بہت سا غصہ جبر کرتے قابو میں رکھا۔ فاطر اسلام ڈھیٹ تھا اور وہ ضدی۔

"تین دن کی مہلت دے دو۔ میں تم لوگوں کو لبیا بجھوا دونگی۔" لباس کو بستر پر پھیلاتے وہ ایک عام سی انسان لگی۔ ملکہ کا وقار کسی کونے میں اونگ رہا تھا۔

" لبیا نہیں..... ہمارے گھر۔ واپس ہماری دنیا میں۔" کھڑکی سے سفر کرتے بستر پر پھیلے المیرا کے جوڑے تک آیا۔ المیرا کو یوں جھکا دیکھتے اسکے قدم خود بخود کپڑے اٹھانے کی غرض سے آگے بڑھے۔

"اور وہ میں کیسے کروں؟" لباس کے قریب آتے ہاتھ ٹھٹک کر رکے۔ ملکہ کے وقار کی بلا آخر صبح ہو چکی تھی۔ سنگھار آئینہ کی طرف پیش رفت کرتی لڑکی اب بے نیاز لگی۔ "میں نے لبیا بجھوانے کا عہد کیا تھا، دوسری دنیا نہیں۔" آئینہ میں بنتے اسکے شفاف عکس کو دیکھتے فاطر کو خود کے اندر ایک مانوس جذبہ جنم لیتا محسوس ہوا۔ غصہ، تنفر، جارجیت۔

"تم نے ہماری مدد کا دعوی کیا تھا۔" آواز اونچی ہونا ایک بے اختیار عمل تھا۔

"مدد کی نوعیت تو پوچھ لیتے عقلمند اسلام۔" ہلکا سا طنزیہ لہجہ اور یہ لگی فاطر اسلام کے غصہ پر آخری ضرب۔ ہاتھوں میں جکڑے لباس پر اسکی گرفت یوں تھی جیسے وہ المیرا کی گردن دبوچ رہا ہو۔

"تم ہمیں استعمال کر رہی تھی کیا؟" لباس کو اشتعال میں آتے اس نے کمرے کی ایک طرف اچھالا۔ المیرا اس اچانک عمل پر پلٹی تبھی فاطر لمبے ڈگ بڑھتا اب اس سے کچھ قدم کے فاصلے پر ٹھہرا۔ المیرا بے اختیار تیز قدم لیتی دیوار کے قریب ہوئی۔ فاطر اسلام کو جھوٹ اور دھوکے کہاں برداشت تھا۔

"جواب دو کیا تم ہمیں استعمال کر رہی تھی۔ ابھی تم نے اور کتنے جھوٹ بولنے ہیں جو تین دن کی مہلت چاہیئے۔" المیرا نے ترچھی نگاہوں سے سامنے کھڑے مرد کو گھورتے اپنے ہاتھ کو اٹھنے سے روکا۔

''تم تینوں کو استعمال کر کے مجھے کیا ملے گا؟'' فاطر کے لب کچھ طنزیہ کہنے کے لیئے وا ہوئے مگر جب کوئی جملہ بن نہ پایا تو ہونٹوں کو سختی سے ایک پتلی لکیر میں کھینچ لیا۔

کمرے کے بیچ کھڑے ہوتے اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ سیاہ لباس والی لڑکی خاموشی سے اسکی پشت دیکھ رہی تھی۔ ''تم ہمیں استعمال کر رہی ہو المیرا(سست روی سے پلٹا)اور یاد رکھنا ہم میں سے کوئی تمہاری کٹ پتلی بننے پر رضامند نہیں ہو گا۔'' بھوری سنہری آنکھوں کے گرد نمایاں ہوتی سرخ لکیریں اسکے وجیہہ چہرہ کے تاثرات کو کھینچے ہوئی تھی۔ المیرا کے سینے میں دھڑکتا دل بے لگام اور تیز رو پر دھڑکا۔

وہ جانتی تھی فاطر اپنی بات کا پکا ہے اور وہ یہ بھی جانتی تھی اسکی باتیں فاطر کو پکاتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

المیرا نے اطمینان کے ملمع میں اپنے اندر کی نفرت کو چھپایا۔ ''تم کیسے واپس جاؤ گے فاطر اسلام؟ ''

''تم نے کہا تم پتہ لگواؤ گی۔'' اونچا لہجہ اور واپس آگے کی طرف اٹھتے قدم۔

''تم کب سے جھوٹ اور امید لگانے لگے خادم۔'' جامد قدم اور تضحیک آمیز لہجہ۔ سامنے کھڑا مرد سخت اور ساکت ہوا۔ ''تمہیں کیا لگتا ہے ہم یہاں کیسے آئے؟ ''فاطر کی قریب ہوتی بھنویں اور ماتھے پر بنتی لکیریں دماغ میں بنتے خیالات کی منظر کشی کر رہیں تھیں۔

''تم نے وہ تاج پہنا، ہم بے ہوش ہوئے اور جب آنکھ کھلی تو ہم اس جہاز میں تھے۔'' الفاظ کی ادائگی سست اور کندھے شکستہ تھے۔ ایک مرتبہ دوبارہ اس کے حلق پر اپنا انگھوٹا رکھتے المیرا کو طاقت نئے سرے سے محسوس ہوئی۔

''تو.....واپس کس طرح جاؤ گے؟'' سینے پر بازو باندھتے وہ اب فاطر کو نظر انداز کرتی مخملی موٹی کرسی پر بیٹھی۔ آئینہ میں دکھتے مرد کا عکس تذبذب اور الجھا ہوا

تھا۔"جس طرح آئے تھے تو واپس بھی ویسے ہی جائے گیں۔"یوں لگا جیسے المیرا کے بجائے وہ خود سے محو گفتگو تھا کہ اصلیت کیا ہے اور فریب کہاں تک ہے۔

"تو لیبیا کیوں جانا ہے؟.....اسی جہاز میں چل کر واپسی کا راستہ کھوج لو۔"نم بال اب مکمل طور پر خشک تھے۔محبت سے ان میں کنگا پھیرتے المیرا کے گول ہونٹ مسکرائے۔فاطر جیسے کسی خواب سے جاگا جہاں شناسائی پر امید نہیں بلکہ المیرا کی مکاری دکھی۔

کچھ دیر تک کمرے میں بس سناٹا رہا۔

"اگر ہم نے خود معلوم کرنا ہوتا تو اتنے دنوں میں کچھ نا کچھ کر لیتے۔ there's a dead end almira۔مجھے الجھاؤں مت۔"آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں دونوں ہی طرف کے افراد اپنے نظریات پر ثابت قدم تھے۔المیرا کو کٹ پتلیاں چاہیئے تھی اور فاطر کو ایک یہی بننے سے نفرت تھی۔

کچھ دیر خاموش نگاہوں کا تبادلہ ہوا۔المیرا کی سخت تنبیہہ اور فاطر کی آخری پیشکش۔کچھ کہنے کی غرض سے وہ دو قدم آگے آیا۔کرسی پر بیٹھی المیرا کے کندھے کے پار فاصلے پر جھکتے وہ شیشے میں اس عورت کی جھکتی نگاہوں کو دیکھ رہا تھا۔"تم معلومات اکٹھی کرنے کا ہنر رکھتی ہو۔منہ کھلواؤں ان کے اور کھوج لگاؤ کے ہم واپس کیسے جائیں۔"المیرا نے جواب نہ دیا۔فاطر نے اپنے چہرے کا رخ اسکی جانب پھیرا۔بند کھڑکی سے دوپہر کی روشنی اندر بچھے قالین پر جھانک رہی تھی۔"ہمیں یہاں سے بھجواتے تم بھلے ہمارے ساتھ نہ آنا.....تمہاری مرضی ہے۔مگر ہمیں خود سے باندھنے کی کوشش مت کرو۔"المیرا نے کن آنکھیوں سے اس بے فیض آدمی کو دیکھا۔"یہ تین گھنٹے کی اینڈ ونچر فلم نہیں جس کے اختتام پر تمام کردار اکٹھے مل جُل کر زندگی گزارے گیں۔"آخری الفاظ المیرا کے وجود پر کسی چابک کی طرح لگے۔

www.novelsclubb.com

تعجب سے اسنے فاطر کو دیکھا۔آج وہ المیرا اور روشنی کے بیچ دیوار کی طرح حائل تھا۔بہت کچھ کہنا تھا.... طعنے، ملامتیں، شکوہ و شکایات مگر ہمت، حق اور حدود ان سب پر پہرہ دار ہوئیں۔المیرا نے گردن اکڑاتے چہرہ پھیر لیا جب کمرہ کے دروازہ پر دستک ہوئی۔(یہ اسکی سلطنت نہیں جہاں درباری موجود ہوں گیں)۔

اجازت سنتے ہی کمرے کا دروازہ کھولتے ماہِ نگار اپنے ازلی سپاٹ تاثرات اور مضبوط چال لیئے اندر آئی۔کمرے کا منظر غیر متوقع نہیں تھا۔ایک طرف خادم ملکہ کا لباس سنبھال رہا تھا دوسری طرف ملکہ اپنے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔کون جانے ماضی کے مناظر؟

www.novelsclubb.com

تعظیم دیتے نگار نے بات شروع کی۔"رسومات کا آغاز کل سے تہہ پایا ہے مگر اس سے پہلے ملکہ (فاطر کو ایک نظر دیکھا) میں اکیلے میں کچھ معملات پر آپکی رائے چاہتی ہوں۔" بات ختم کرتے ایک مرتبہ دوبارہ فاطر کو دیکھا۔المیرا اسکا اشارہ

سمجھتے اب اپنے خادم سے لباس لیتے کمرے کی ایک طرف لگائی علیحدگی کی طرف بڑھی۔

"تم جا کر کھانے کے انتظام دیکھو۔"

"جی مالکن!" متوقع انداز کون جانے ماضی کیا تھا۔ان دونوں بہنوں کو کمرے میں اکیلا چھوڑتے فاطر کا رخ پکوانوں کی مہک کے بجائے بارود کی خوشبو کی طرف تھا۔

★★★★

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

باب محافظ

دو منزلہ اس قلعہ میں ذریعہ روشنی مختصر اور موسم گرم اور خشک تھا۔ایسے میں اینٹوں کی بنی مضبوط گول راہداریوں میں سفر کرتے ایک بند دروازہ کے سامنے رکو۔راہداری میں لگی بس ایک مشعل جلنے کا فریضہ انجام رے رہی تھی۔راہداری

کے اختتام پر موجود کھڑکی کو بھورے اور سرمئی رنگوں سے سجایا تھا۔ سورج کی روشنی دروازہ کی چھوکٹ تک سفر کرتی ٹھہری ہوئی تھی۔

اندر کا منظر کچھ یوں تھا کہ ایک طرف دو بستر تھے، مختصر سی الماری، ایک قد آور آئینہ، غسل خانے کے لیئے پردہ اور بستر کے سامنے والی دیوار پر دو چھوٹی کھڑکیاں۔ انہیں بھی بھورے سرمئی رنگ کے خاکوں سے سجایا تھا۔

کمرے میں اس وقت دو افراد موجود تھے۔ الماری کے ساتھ کھڑی اپنا سامان اندر رکھتی گل جان جس کی سنہری چٹیا کندھے پر جھول رہی تھی اور مقابل بستر پر سرہانے کی مدد سے ٹیک لگائے بیٹھی شہزادی عبیل جس کے خوبصورت بال آج کسی بھی گراہ سے آزاد بستر کی چادر کو چھو رہے تھے۔

دونوں میں خوشگوار سی خاموشی تھی۔ گل اپنے کام میں مشغول جبکہ عبیل بالوں کی ایک لٹ سے کھیلتے فرش کو دیکھنے میں پر غور۔ کسی نے بھی گفتگو کا آغاز کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔

''گل جان!''شاید عبیل نے بات کرنا ضروری سمجھا۔گل نے تیر کمان کو کپڑے سے صاف کرتے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔عبیل ابھی بھی فرش کو ہی گھور رہی تھی۔

''یہ ملکہ ماہ کا خادم پہلے کیا کام کرتا تھا؟''شہزادی کے سوال کی نوعیت سمجھتے اس کے ہاتھ متوجہ کام پر سست ہوئے۔وہ کس کام کا پوچھ رہی تھی؟

''لبیا میں تو سپاہی تھا(ایک جانچتی نگاہ عبیل کے کھوئے ہوئے تاثرات پر ڈالی)۔تم کیوں پوچھ رہی ہو؟''آئے دن اسکے فاطر سے متعلق سوالات بڑھتے جا رہے تھے۔کیا یہ کامیابی کا پہلا قدم تھا یا بربادی کی راہ؟فاطر نے کہا تو تھا اسنے اپنے ارادوں کی شروعات عبیل سے کی ہے اور یہ بھی کے وہ جلد گل سے مدد مانگے گی۔ تو کیا یہ سب اس آدمی کی مصلحت عملی کے مطابق تھا۔

اپنا کام ختم کرتے وہ لکڑی کی بنی پائنتی پر بیٹھی۔چہرہ پھیرتے اس نے بائیں طرف والے بستر کو دیکھا۔عبیل اب سر دیوار کے ساتھ لگائے کسی گہری سوچ میں ڈوبی

دکھی۔خود کی طرف اٹھی نگاہوں پر عبیل کو متوجہ نہ ہوتا دیکھتے گل نے چہرہ پھیر لیا۔سادہ سفید لباس اور بھوری ویس کوٹ میں اس سپاہی کی گردن جھکی تھی اور ذہن ایک صنف پر ''اب آگے کیا؟''.....المیرا اور فاطر اب آگے کونسا قدم اٹھائے گے اور کب تک وہ اور دبیر یونہی ان کے حکم بجالائے گیں۔

دل میں جیسے یک دم ایک خیال نے سر اٹھایا۔''آخر وہ فاطر اور المیرا کی مان کیوں رہی ہے؟اگر وہ ایک گروہ ہیں تو فیصلہ صرف دو کندھوں پر کیوں اور اگر ایسا ہے تو حکم سنانے کا عمل اسکے لیئے کیوں نہیں۔''

''ایک سوال کروں؟''یک دم گل کے اندر پنپتے وسوسوں کو عبیل کی بیٹھی آواز نے آگے بڑھنے سے روکا۔گل نے یونہی گردن پھیری تو شہزادی نے اپنی بات جاری رکھی۔''اگر ایک دن کوئی تمہاری زندگی میں آئے اور کہے جو تم ہو وہ ایک جھوٹ اور فریب ہے تو تم کیا کرو گی؟''سنہری بالوں والی سپاہی سوال کے مقصد سے بے خبر تھی۔اس کی بھنویں اس کی چھوٹی آنکھوں پر جھکی ہوئی تھیں اور ہونٹ

الجھن میں ڈوب گئے۔اس کے سوالوں سے انجان شہزادی نے سر اٹھائے رکھا، زندگی سے بھری آنکھیں اس وقت کسی نہ کسی دوراہے پر اٹکی تھیں۔شاید حقیقت اور فریب کے چناؤ میں۔

"تم نے ایک پوری زندگی کسی کو دی ہو اور اچانک ایک انجان شخص آکر کہے تمہاری یہ دی زندگی ایک غلطی تھی تو تمہارا کیا ردِ عمل ہوگا۔"اب کے ان خوبصورت آنکھوں نے نظر کا زاویہ پھیرا اور اپنے سامع کو بغور دیکھا۔"کوئی تمہیں تمہارے اصل کی طرف بلائے تو تم کیا کہو گی؟"

اس کی آواز میں نہ کوئی جوش تھا نہ جاننے کی دلچسپی پھر بھی کسی نہ کسی طرح اس کا وجود اور موجودگی چیخ رہے تھے کہ اسے سچ کی ضرورت ہے۔

کچھ لمحات پہلے اسے دیکھتے ہوئے گل جان کے پاس شاید کوئی جواب نہ ہو لیکن عبیل کے آخری سوال نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔اس وقت وہ بخوبی جانتی تھی کہ سچ کو کیسے بتایا جائے۔

★

(دوسری منزل کی یہ راہداری مردوں کے شور اور ان کی گپوں سے بھرپور تھی۔ آگے پیچھے ٹولیوں کی صورت میں چلتے، اپنا کام کرتے اپنے نئے مسکن کے ماحول میں گھلتے وہ سب اس بات سے انجان تھے کے انہیں میں سے ایک مرد کے ذہن میں کیا ہلچل مچی ہے۔ رش میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور دبیر السازار نمودار ہوا۔ اسکی آنکھوں میں خالی پن تھا مگر قدموں میں بے چینی اور وجود عجلت زدہ۔)

گل نے ایک گہری سانس لیتے بند آنکھوں کو کھولا۔ ''تم حقیقت کا فیصلہ اپنی عقل کے حساب سے کرو۔ کیا تمہارا دل انکے دکھائے اصل کو مانتا ہے؟''عبیل بے تابی سے آگے آئی اور اسکے بستر پر بیٹھتے زرا سر جھکایا۔

''مگر دل کی گواہی گناہوں اور جھوٹ کی درستگی کے لیئے لازم نہیں۔'' کچھ تھا اسکے لہجے میں کہ گل جیسی ہر بات کا جواب دینے والی لڑکی بھی تھم گئی۔

www.novelsclubb.com

شہزادی عبیل خوش فہمی اور مکر کی اسیر تھی۔ایسا اسیر جو قید میں آزادی کا ملمع آنکھوں پر چڑھائے خوشی کا خواہش مند تھا۔

(سیڑھیوں کا سفر کرتے وہ دوسری سے پہلی اور پھر نیچے بنے تہہ خانے تک آیا۔ جتنے اسکے قدم نیچے جاتے اتنا اندھیرا، گھٹن اور بدبو میں اضافہ ہوتا۔تاثرات میں موجود لاتعلقی اب گھن میں بدل رہی تھی۔ تہہ خانے کی سیڑھیوں کا اختتام دو راہوں کے بیچ ہوا۔دونوں طرف سناٹا برابر۔اسکے تذبذب کو دیکھ کر لگتا تھا وہ اس جگہ کے نقشے کو جانتا ہے مگر اس سے پہلے یہاں کبھی آیا نہیں۔دبیر السازار نے بائیں جانب کی طرف قدم اٹھائے۔)

www.novelsclubb.com

گل لاجواب ہو گئی۔ کئیں لمحات تک وہ آدھے والبوں اور جھپکتی آنکھوں سے اس خوبصورت چہرہ کو دیکھتی گئی۔

"اگر تمہیں پوری عمر یہ لگے کے تم اس حقیقت میں ایک غیر ضروری شے ہو اور وہاں تمہارا کوئی مقصد نہیں مگر جب تمہیں تمہارا مقصد مل جائے تب....تب کیا؟

کیا اس سے پار بھی کوئی سچ ہے۔ کیا میں ایک دھوکے سے دوسرے دھوکے میں جی رہی ہوں۔" گل کو سمجھ کچھ خاص نہ آیا مگر اس ساری صورتحال کو دیکھتے اس نے ایک حتمی رائے قائم کی.....فاطر اسلام کی پیدائی بدگمانیوں سے پیچھا چھڑانا محال ہے۔

(دبیر کے ہانپتے قدموں کی چاپ سنسان راستوں میں بلند تھی۔ کئی موڑ کاٹتے بلآخر وہ ایک بغیر دروازے والے کمرے کے سامنے رکے۔ خوف سے جسم پر کپکپی تاری ہوئی۔ کمرے میں موجود واحد شخص نے چہرہ پھیرتے بن بلائے مہمان کو دیکھا۔ ذبیح اللہ کی نگاہوں کا سخت پن قائم تھا۔)

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہارا مسئلہ سمجھ نہیں آرہا۔" بہت دیر بعد اس نے تھکے ہوئے لہجے میں اقرار کیا۔ عبیل کے کندھے اداسی سے جھک گئے۔ "تم مسئلہ حل نہیں کر سکتی تو میرے حال کا اندازہ لگاؤ..... کتنے بوجھ تلے ہو گا۔" مایوسی اسکی موجودگی کو بیان

کرنے کے لیئے اس وقت واحد لفظ تھا۔ گل کو تنہا چھوڑتے وہ اپنے پلنگ تک آئی اور اپنی غم گسار سے پشت کرتے لیٹ گئی۔ نجانے اسکی کنیز کہاں غائب تھی۔

(ذبیح اللہ نے ایک آبرو اچکاتے دبیر کی آمد کی وجہ جاننا چاہی۔ بے ہنگم سانسوں کے درمیان وہ چند قدم اٹھاتے اب اسکی ایک طرف کھڑا تھا۔ دونوں کے قد برابر مگر موجودگی اس نگران کی رعب دار تھی۔

"میں نے کچھ ہولناک دیکھا ہے۔" عام سے حلیہ میں کھڑے ذبیح اللہ کی نگاہوں میں سوال ابھرا۔

دبیر نے الف تا بے اسے پوری کہانی سنائی اور اسکی حیرت کی انتہا نہ تھی جب ذبیح اللہ کے سخت تاثرات نے مسکراہٹ سے ہنسی اور پھر قہقہ تک کا سفر طے کیا۔

دبیر کچھ الجھا جبکہ اس مرد کے انداز میں طنز کی ہلکی سی بھی جھلک نہ تھی۔ وہ تو شاید دبیر کی گھبراہٹ سے محضوظ ہوا تھا۔

"بے فکر ہو کر اپنا کام کرو منصف اعلی۔" روشندان سے آتی روشنی دونوں کے درمیان ایک ہلکی سی لکیر کی مانند تھی۔ دبیر کی اندھیروں میں چھپی آنکھیں کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی جب رعب دار نگران نے ہاتھ اٹھاتے اسے شانت کیا۔

"ماہ ملکہ دیکھ لے گا۔ ہماری زندگیاں یہاں محفوظ ہیں۔" دبیر کے گرم گالوں کو تھپکتے وہ اسی راستے پر آگے بڑھ گیا جہاں دبیر کو جانے کی اجازت سات جنموں میں بھی نہیں ملنی۔

تہہ خانے میں اکیلا کھڑا وہ آدمی اب کشمکش میں تھا۔ پیچھے کی طرف فریب تھا اور جہاں جانا ممنوع وہاں کو ڑا سچ سانس لے رہا تھا۔

اس قیدی سے قید اور آزادی میں کبھی چناؤ نہیں ہو گا۔

★★★★

باب ملکہ

نہ سنے گی، مگر سنائے گی

اور جھوٹ کی اینٹیں لگاتی جائے گی

ان دونوں کے بیچ آج ایک انجان سی خاموشی تھی۔ کمرے کے بیچ میں ہاتھ باندھے کھڑی نگار ملکہ کے لیئے زیوارات پسند کرتی کنیز کو دیکھ رہی تھی جبکہ المیرا سنگھار میز کے سامنے بیٹھی آینہ کی مدد سے کنیز کو ہدایات دے رہی تھی۔

"میں بلبل کی حرکت پر شرمندہ ہوں ملکہ۔ ہماری آستینوں میں سانپ پل رہا تھا اور ہمیں معلوم نہیں۔" لہجہ میں اعتماد تھا۔ "مگر میں وعدہ کرتی ہوں کے جلد ہی آپ کے لیئے دوسری کنیز کا بندوبست ہو جائے گا۔"

کنیز نے اسے ایک سنہرا گلابی ہار دکھایا جسے المیرا نے ایک نظر میں ہی رد کر دیا۔ ''کیا تمہارے تحفہ نے کچھ بتایا کے ذہر دینے کا خیال اسے کہاں سے آیا تھا؟'' نگار نے انہیں بندھے ہاتھوں سے ایک گہری سانس خارج کی۔

''بلبل کا بھائی پچھلی ملکہ کا خادم خاص تھا۔ ملکہ نے اسے قتل کروایا تھا اور اسی بات کا بدلہ بلبل نے اپنی وفادری کا سودا کرتے لینا چاہا۔'' اتنا تو اسے بتا دیا گیا تھا پچھلی ملکہ جنگ سے چھ دن پہلے ہی فوت ہوئی تھی۔ المیرا نے کنیز کو وہ سونے کی مالا لانے کا اشارہ کیا۔ گندمی لباس پر ہوئے سرخ کام میں اس کی رنگت کھل کا نمایا تھی۔

''بلبل کے متعلق اگلا کیا حکم ہے میری ملکہ؟'' کھنکیوں سے دیکھتے سوال کیا۔

لمبے ہار کے اختتام پر کئی سرخ پتھر سونے میں چھپے چمک رہے تھے۔ ''غدار کی سزا کیا ہے یہاں؟'' معصومانہ سوال۔

''موت!'' نگار کی گردن دھیرے سے اٹھتی بلند ہوئی۔ المیرا نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

''تم لوگوں کی روایات بدلنی ہونگی تب تک بلبل کو قید میں رکھو۔''کنیز اب اسکے تمام بالوں کو اکٹھا کرتے سلوٹوں سے آزاد کر رہی تھی۔

''میں نے آپ سے کچھ اور باتوں پر مشورہ بھی کرنا ہے۔''اسکے چھوٹے گھنے بالوں کو اونچا جوڑا بناتی کنیز خاموش تھی۔

''ضرور کرو۔ مگر.....''نگار کی طرف چہرہ پھیرا تو آنکھیں دھوپ سے ٹکرائیں۔''پہلے مجھے ماہِ کامل کی کہانی بغیر کسی بات کو چھپائے بتاؤ۔''وہ پوچھنے نہیں بتانے کے لیے بولتی تھی۔

نگار کے چہرے پر ایک تاثر آیا اور ناپسندیگی کی لہر کو چھوڑ گیا۔''کیا جاننا چاہتی ہیں آپ؟''نگار نے نظریں چرائیں۔

''سب کچھ۔''المیرا نے ہار کو گردن پر درست کرتے اپنے عکس کا جائزہ لیا۔''کیا میرے بجائے ماہِ کامل ملکہ بننے والی تھی؟ اگر ہاں! تو ایسی کیا نوبت آن پڑی کے اس

نے تخت چھوڑتے غداری کو سینے سے لگایا۔"نگار کے سختی سے بندھے ہاتھوں میں زراسی لرزش ہوئی۔

"میں آپکے حکم کی غلام ہوں ملکہ۔آپ کے ہر سوال کا جواب ملے گا۔" مکار ملکہ اپنے بناؤ سنگھار کو تعریفی نظروں سے دیکھتی مسکرائی۔ایک اور بساط کا وقت ہوا جاتا ہے۔

★

(یہ اسی کھلے سے ہال کا منظر تھا جہاں کی چھت بلند اور فرش اینٹوں سے پکی تھی۔ کھانا کھل چکا تھا اور ایک طرف اونچائی پر معزز شخصیات بیٹھیں نیچے لگے ہجوم کو دیکھ رہی تھیں۔عورتوں کے ہونٹ فتح کے سرور سے مسکرا رہے تھے جبکہ مردوں کی نظریں حیا سے جھکی تھیں۔جالیدار چھت سے روشنی سوراخ کی صورت نیچے آرہی تھی۔)

(اپنے سجے ہوئے وجود کو آئینہ میں دیکھتے خود سر عورت نے دل ہی دل میں اپنی تعریف کی۔ ''اس بات سے تو آپ واقف ہیں کے ملکہ کا انتخاب کن مراحل سے گزر کر ہوتا ہے اور اس بات سے بھی کے تاج کا حصول خون پر نہیں قسمت پر مبین ہے۔''لبوں کو شہادت کی انگلی سے تھپاتے وہ سن رہی تھی۔ ''اپنی پیدائش پر ماہِ کامل کے سر پر رکھنے سے تاج چمک اٹھا تھا۔ یہ رسم ہر عورت کے ساتھ کی جاتی ہے۔''

''تمہارے ساتھ بھی کی تھی؟''المیرا نے زخم کریدنے کی نیت سے اسکی بات کاٹی۔ ''جی مگر قسمت کامل پر مہربان تھی۔ یہ رسم ہر سال دوہرائی جاتی ہے مگر ہر سال ملکہ کا جنم نہیں ہوتا۔ جو بچی ملکہ منتخب ہو اسے آنے والے وقت سے پہلے ہی دربار میں ایک مخصوص مقام مل جاتا ہے۔ '')

(ہال میں قطار دار میز کچھ یوں بنے تھے کے ایک مرد کے سامنے ایک عورت بیٹھی تھی۔ عورتیں جانتیں تھیں معاشرہ ان کے ساتھ ہیں تبھی وہ حد سے زیادہ پر اعتماد

www.novelsclubb.com

تھیں۔ان کے مقابلے میں یمن کے مرد جانتے تھے ان سے کیا وعدہ کیا ہے۔ تبھی کچھ خوش اسلوبی سے مسکرا رہے تھے اور کچھ نظریں نہیں ملا رہے تھے۔ کھانا کھاتا ماحول ہلکے پھلکے قہقہوں اور خوش گپیوں سے گونج اٹھتا۔)

"تاریخ میں کافی واقعات ایسے ہیں کہ موجودہ ملکہ نے تاج چھن جانے کے خوف سے مستقبل کی منتخب کردہ جانشین کو سازش میں قتل کروا دیا تھا۔ تبھی انتخاب کا سلسلہ ہر سال ہوتا ہے۔ایک سال کامل کی قسمت جاگی اور اگلے سال۔۔" نگار نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

اگلے الفاظ سنے بغیر بھی المیرا جانتی تھی اس نے کہنا کیا ہے۔

(عورتیں مردوں کو چھبتی نگاہوں سے دیکھتے یقیناً جائزہ لے رہی تھیں۔حال تو مردوں کا بھی کچھ مختلف نہ تھا۔اصل تناؤ تو تب بڑھا جب ایک عورت نے اپنے ہونے والے شوہر سے باتوں باتوں میں اسکی گھرداری کا پوچھ لیا۔جواباً وہ مرد کچھ

یوں بھڑکا کے ارد گرد لوگ بھی گھبرا گئے۔ یہاں تو اتنی عورتیں یونہی مردوں کو گھرداری اور سلیقے کی بنا پر جانچ رہی تھیں تو اس میں ایسے بھڑکنے والی کیا بات۔)

اپنی بہن کے خشک لہجے پر وہ کھل کر مسکرائی۔ جگہ سے اٹھتے نگار کے عین سامنے آ ٹھہری۔ ''سوال میرا ابھی بھی وہیں ہے۔ میری بہن نے غداری کیوں کی؟'' نگار نے ذہن میں تیزی سے جملے ترتیب دیئے۔ ملکہ کے برتاؤ نے اسے بالکل واضح کر دیا کہ کوئی بھی کہانی آج اس کے موقف کو نہیں بدل سکتی..... فلحال اس وقت تو بلکل نہیں۔

(وہ بحث دور بیٹھے امراء تک جانے سے پہلے میزبانوں اور مہمانوں نے آپس میں ہی ہل کر دی۔ ازدواجی زندگی کے شروعات میں بدمزگی کسے پسند ہے؟)

''آپ کی بہن کو نظام سے مسئلہ تھا۔'' نظریں چراتے اس کا قد المیرا سے لمبا ضرور تھا مگر وہ پھر بھی چھوٹی لگی۔ ''کیسا مسئلہ؟'' المیرا نے بازو سینے پر باندھے۔ گندمی دوپٹے سے روشنی پار ہوتی اسکے وجود کو روشن کر رہی تھی۔

نگار کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ''اسے ملکہ بن کر ایک ٹوٹتے ہوئے ملک کو جوڑے رکھنا بوجھ لگتا تھا۔'' بڑی بہن نے اپنی خود سر چھوٹی بہن کی روداد سناتے گہری سانس لی۔ ''تاج قسمت دیکھ کر منتخب تو کر لیتا ہے مگر صلاحیتیں اور قابلیت پر آپ کو پورا خود اترنا ہوتا ہے۔ ماہِ کامل ہمیشہ سے ذمہ داریوں سے بھاگنے کی عادی رہی ہے۔ لاپرواہ، خود غرض سونا کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونے والی۔''

(مگر ہر پہلی ملاقات میٹھی تھوڑی نہ ہوتی۔ کچھ ہی دیر بعد ایک دوسرے میز پر بیٹھے جوڑے میں مرد نے عورت کے سامنے اپنے حقوق رکھے جس میں سر فہرست مہینہ وار رقم تھی اور کچھ مزید مختلف اخراجات۔ معزز سلطنت کی عورت کا تو دماغ ''میں تمہارا ہر فرض پورا کرو نگا بدلے میں تمہیں میرے بھی فرائض میں برابری کرنی ہو گی'' کے جملے پر ہی کھوپڑی سے نکلتے چھت سے لگا۔

زنانہ انا کو شوہر کے حقوق پورے کرنا توہین لگی مگر اپنے پورے کروانا گزیر۔

وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ کئی لوگوں نے گردن پھیر کر اسے دیکھا۔ کیونکہ اسکے بعد جو ہوا اس نے باقیوں کو بھی دیکھنے پر مجبور کر دیا۔)

"اگر ملکہ دستبردار ہونا چاہے تو کیا ہو گا؟" المیرا نے یونہی سوال پوچھ لیا۔

"تو اسے جلا کر راکھ کر دو۔" المیرا اپنی جگہ سن ہو گئی۔ آوازیں ایک خلا میں قید اسکے ارد گرد تو تھیں مگر نہ ذہن میں اتریں اور نہ وجود کو پر سکون کر سکیں۔

(ہکا بھکا بیٹھا آدمی اپنے چہرے پر لٹائے سالن کے برتن کو دیکھتے بے یقین تھا۔ اسکی ہونے والی بیوی نے ابھی ہی بیچ بازار میں اسکی عزت کا حلوہ بنا دیا آگے تو وہ پوری مٹھائی کی دکان کھول دے گی۔ حملہ شدہ آدمی بھی پھر ایک مادرانہ نظام کا ماننے والا تھا۔ نہ آو دیکھا نہ تاؤ اسی وقت اس عورت کو دو جھڑ دیں۔ عورت گال پر ہاتھ رکھے اپنے ہونے والے شوہر کر دیکھ رہی تھی۔

"بد تمیزی کا جواب بد تمیزی ہوتا ہے بی بی۔" انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔ اب جو لڑائی چڑھی وہ جنگ کے نعرے پر ہی ختم ہو گی۔)

★

آمنے سامنے کھڑے وہ خاموش تھی جب المیرا نے سلسلہ کلام جوڑا۔

"کیا تبھی کامل بھاگی تھی۔" اسکی بہن کی خاموشی گواہ تھی کہ ہاں وہ اسی لیئے بھاگی تھی۔

دروازہ کے قریب اچانک ہی قدموں کی تیز چاپ سنائی دی۔اس سے پہلے کے المیرا پلٹتی ھبتہ اللہ سمیت گل جان کمرے کا دروازہ بلا اجازت کھولتے کرتے اندر آئے۔

ان کے سانس اتھل پتھل اور چہرے سرخ تھے۔دونوں خواتین نے مصیبت کی بو سونگ لی۔

www.novelsclubb.com

"نیچے دونوں قومیں لڑ پڑی ہیں۔" المیرا کے پاؤں سے زمین نکلتے نکلتے بچی۔ذہن میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔

اپنے گھیر دار لباس کو سنبھالتے وہ پکی راہداریوں میں اس شہزادی کی طرح بھاگ رہی تھی جس کا بارہ بجنے کے بعد راز کھلنا ہو۔پیچھے باورچی خانے سے کھانے کا گرم

پتیلا اٹھا کر نکلتا فاطر اس بھاگتی ہوئی ملکہ کو دیکھتے رک گیا۔ بھاپ اڑاتے برتن کے پار اسے المیرا کے چہرے پر فکر نظر آئی۔ یوں جیسے اس کا جھوٹ کا بنا بنایا گھر تباہ و برباد ہو رہا ہو۔

فاطر اسلام نے دل سے اس گھر کی بنیادیں بکھرنے کی دعا کی۔

المیرا جب اس ہال کے قریب پہنچی تو ایک لمحے کے لیئے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ پلکیں جھپکائیں، ایک بار، دو بار، تین بار۔۔۔۔اور پھر بھاگتے ہوئے اونچے تخت کی جانب بڑھی۔ لباس پوچے کا فریضہ انجام دے رہا تھا۔

مرد اور عورتیں میزوں پر چڑھے ایک دوسرے کو کھانا مار رہے تھے۔ کئیوں نے مردوں کو اپنے مکوں کا نشانہ بنایا تھا تو کہیں ایک عورت تین مردوں سے پٹ رہی تھی۔ انسانیت کی سب سے نچلی سطح پر گرے دو بدلحاظ نظام جہاں معاینہ روی کے نام پر اپنے حقوق اور دوسرے کے نقص گنوائے جاتے ہیں۔

کماری نے آگے بڑھتے ہتھوڑے سے ہاتھ میں تھامی گھنٹی بجائی۔اونچی پکاڑ پر سب تھم گئے۔مکے برساتے ہاتھ ہوا میں ملحق رہے۔گلہ گھونٹتے ناخن جلد میں پیوست تھے۔آم امرود اچھالتے ہاتھ تھم گئے۔

اس سے پہلے کے المیرا کچھ کہتی باآواز ایک شور بلند ہوا۔

"ہمیں یہ رشتہ داری منظور نہیں۔"المیرا پلکیں چھپکاتے نیچے کھڑی عوام کو دیکھ رہی تھی۔یہ تبدیلی تھی یا اسکی کمزور چالیں۔

"ملکہ باری باری تم لوگوں کے مسائل سنے گیں۔"دبیر نے آگے آتے کہا۔المیرا توصدمے میں کھڑی قدم پیچھے کی طرف اٹھا رہی تھی۔اسکا ذہن یہ مان ہی نہیں سکتا تھا کے اسکی بنائی کہانی میں کوئی جھول ہے،کے اسکی بنائی کہانی اتنی جلدی اپنا اثر کھو سکتی ہے۔

"ہمیں یہ عورتیں نہیں چاہیئے۔"کچھ تندرست مردوں کے ٹولے نے کہا۔

"ہمیں بھی ان مردوں کے ساتھ نہیں رہنا۔" کم تو وہ خواتین بھی نہیں تھیں۔ المیرا نے آنکھیں بند کی اور اندر ہی اندر گہرے سانس لیئے۔ پسِ منظر میں دونوں جماعتیں ابھی بھی چیخ رہی تھیں۔ کانوں پر ہاتھ رکھے المیرا کے پیچھے اٹھتے قدموں میں تیزی آئی۔

ہاتا پائی ایک مرتبہ دوبارہ چھڑ گئی جب کماری کو پہلے سے زیادہ قوت سے گھنٹی بجانی پڑی۔ المیرا دل کے مقام پر ہاتھ رکھے سامنے سے آتے بھمن کو دیکھ رہی تھی۔ بہت سے لوگ اب اس بگڑی ہوئی عوام کو باتوں کے زور سے قابو کر رہے تھے۔

"جان کی امان چاہتا ہوں مگر۔۔۔۔ یہ سب کیا ہے ملکہ؟" المیرا کے ہاتھ مٹھیوں میں بھینچ گئے۔

"یہ سب تو مجھے آپ سے پوچھنا چاہیئے بھمن۔ کیا یہ تعلیم دی ہے آپ نے اپنی قوم کو۔" بھمن باشا ہمیشہ کی طرح پر سکون رہا۔

"کیا مطلب۔"اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتی کسی کے سیب کا نشانہ چھوٹتا بھمن کے کندھے سے لگا۔

اپنے سامنے پھیلی قیامت کو دیکھتے المیرا کو اپنی جان کی فکر لاحق ہو گئی۔آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنا لباس اٹھاتے وہ اونچائی سے اتری لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے ہٹنے لگی۔

کئی لوگوں نے اس تک آنے کی کوشش کی مگر سپاہیوں کا ایک گروہ المیرا اور منتشر ہوئی قوم کے درمیان حفاظتی دیوار بن کر کھڑا ہو گیا۔

دیوار جب تک ہٹی، ملکہ منظر سے رفو چکر ہو چکی تھی۔

★

www.novelsclubb.com

کچھ کٹھن گھڑیوں بعد

نجانے کتنے لمحات وہ یونہی بغیر رکے چلتی گئی۔دماغ ماؤف اور دل کی دھڑکن تیز۔ اسکے قدموں میں لڑکھڑاہٹ مگر چال میں تیزی تھی۔ٹٹول کر چلتے اسے معلوم نہیں تھا وہ قلعہ کے کونسے علاقہ میں گھوم رہی ہے، کتنی راہداریاں بغیر راستہ کی

سمت کا تعین کیئے پیچھے چھوڑیں ہیں اور کہاں سے کہاں اسنے اپنے پاؤں کو حرکت دی ہے۔اسکا لباس پیچھے بہتا آرہا تھا جبکہ اسکا چہرہ ایک دم سفید اور بے انتہا خاموش تھا۔

جس انسان نے ایک لمبا عرصہ بس اپنی عقل پر غرور کیا ہو چیزوں کو ہاتھ سے نکلتا دیکھتے اس کی گھبراہٹ فطری ہوتی ہے۔

بے دھیانی میں اس نے یونہی چلتے لکڑی کے ایک دروازے کو دستک دی اور آگے بڑھ گئی۔وہ اس وقت اپنے حال میں نہیں تھی۔

"ملکہ!"المیرا کے قدم تیزی سے رکیں یوں جیسے کسی بھچو نے تپتے صحرے میں اسکو ڈنگ دے مارا ہو یا کوئی سانپ اسکے پاؤں سے لپٹ گیا ہو۔

"آگے دیوار ہے کہاں جارہیں ہیں؟"ماہ کامل اپنے قیام گاہ کے دروازے کے باہر کھڑی المیرا کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

گہری سوچ میں ڈوبی ملکہ جیسی کسی خواب سے جاگی۔ سامنے دیکھا تو اسکا چہرہ دیوار سے کچھ ہی انچ دور تھا۔ آنکھیں اپنی بے وقوفی پر بے اختیار پھیلیں تو اسے ہتک کا احساس ہوا۔ دستانوں سے خالی ہاتھ چہرے پر پھیرے تو پسینہ انگلیوں کی پوروں پر ثبت ہوا۔

خود کو سنبھالتے اس نے ایک گہری سانس لی اور کندھوں کو آزاد کیا۔ اپنے ملکہ ماہ روپ میں آتے وہ یمن کی مہرانی کی طرف پلٹی۔

ماہ کامل نے جب اسکے چہرہ دیکھا تو وہاں زبردستی کی مضبوطی صاف جھلک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

★

ماہ کامل کا حجرہ نہ خاصا بڑا تھا اور نہ ہی بہت چھوٹا۔ ایک طرف نرم بستر، سامنے ضرورت کا سامان اور ایک طرف پردہ کے پار غسل خانہ تھا۔

کمرے کے بیچ میں رکھی دو چھوٹے قد والی کرسیوں پر بیٹھے المیرا نے نظریں گھما کر کمرے کا جائزہ لیا۔ایک چیز جو اس کے کمرے میں کسیر تھی وہ جگہ جگہ لٹکی جانوروں کی کھال یا ان کے سر تھے۔

ایک طرف کسی بیڑھیے کا بغیر آنکھوں والا سر تھا تو دوسری طرف کسی بھالو کی کھال یہاں تک کے ان کے قدموں میں کبوتر کے پروں سے بنا قالین رکھا تھا۔

"تم شکار کی شوقین ہو کیا؟" چائے پکڑاتے کامل اسکے پر تجسس سوال پر مسکرائی۔

"لگتا ہے قید نے تم سے تمہاری یاداشت مکمل چھین لی ہے۔" المیرا کے بائیں رخ پر موجود چھوٹی سی اونچی کھڑکی سے روشنی ان دونوں کے بیچ تیسری ساتھی کا وجود رکھتی تھی۔رکھتی تھی۔المیرا نے شیشے کی پیالی اٹھاتے سطح کے اوپر سے اسے دیکھا۔

"ہم دونوں شکار کی شوقین تھیں۔" زرا سا جھکتے اس نے المیرا کی چائے کی پیالی کے ساتھ گڑ کی ڈلی رکھی۔

''صرف شکار کی نہیں..... ہم دونوں بیشتر کام ایک ساتھ کرتی تھیں۔(کامل نے اپنے لیئے قہوہ بنانا شروع کیا) مستقبل کی تخت نشین جو تھیں۔''اسکی مسکراہٹ وہ واحد صنف ہو گی جوان دونوں کے بہن ہونے کا ثبوت دے۔

خطرناک حد تک مکار۔

''مثال کے طور پر؟''المیرا کو پہلی مرتبہ کسی اور عورت کی موجودگی میں اپنا آپ چھوٹا محسوس ہوا۔کامل میں کشش تھی، کامل کے پاس ادا تھی اور سب سے بھر کر کامل اسی دنیا کی باسی تھی اس کی طرح ایک بہروپیا نہیں۔

گہری سانس بھرتے اس نے جونہی گرم پانی پیالی میں انڈیلا کمرے میں ادرک، لیمو ، موتیا سمیت ایک مانوس مگر بے نام سی تیز خوشبو پھیل گئی۔''کبھی سوچا نہیں تھا اپنی لاڈلی بہن کو اسکا اور اپنا ماضی دوہراؤ گی۔''پیالی اٹھاتے اس نے اپنی کرسی سے ٹیک لگائی۔

''نگار ہمیشہ سے ہی اصول پسند اور ایک سمت میں دیکھنے والی عورت رہی ہے۔اس کے مقابلے میں.... میں آزاد خیال اور اصول کی لگام کے بغیر جینے کی خواہشمند ہوں ۔تمہاری اور میری ذہنیت اس معاملہ میں ایک سی تھی سو ہر چھوٹا بڑا کام ہم ساتھ کرتے تھے پھر وہ شاہی معلم سے تعلیم لینا ہو، محل کے باغات میں کھیلنا یا غلاموں کو تنگ کرنا ہو، شکار، گھر سواری، نیزا بازی سب ہم ساتھ کرتے تھے۔'' پیالی کی سطح پر اپنی لمبی انگلی پھیرتے وہ المیرا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ کسی رٹے رٹائے سبق کی طرح کہانی دوہرا رہی تھی۔

ملکہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور چائے کا ایک گرم گھونٹ بھرا۔''تم میری سوتیلی بہن ہو نا؟ ''

''سوتیلی بھی اور لاڈلی بھی۔'' نجانے المیرا کیا جتانا چاہ رہی تھی سوتیلے کے لفظ سے، شاید خود کا افضل پن یا برتری۔

www.novelsclubb.com

ماہِ کامل اسے متاثر بھی کر رہی تھی اور خوف زدہ بھی۔ متاثر اس طرح کے وہ بھی نگار کی دشمن تھی اور خوف زدہ اس وجہ سے کے المیرا کا اپنے اعتماد ڈگمگا رہا تھا۔

"تمہیں نگار نے کیا کیا بتایا ہے؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد قہوے اور چائے کی مہک کے درمیان میزبان نے سوال کیا۔

"وہ غداری کے صدمے سے نکلے تو۔" یہی درست لمحہ تھا لوہے پر کاڑی ضرب لگانے کا۔ ہنستے ہوئے اس نے ٹیڑھا جواب دیا تو کامل بھی جواباً ہنسی۔

اسکی تو ہنسی بھی ہموار تھی اور ایک المیرا ہے گلہ پھاڑ کر ہنسنے والی یوں کہ مردہ بھی جاگ جائے۔

www.novelsclubb.com

"ویسے میں داد دیتی ہوں تمہیں۔" المیرا اٹھٹک کر رکی۔ "نگار کو تم نے روایات سے پھرنے پر راضی کر لیا۔" وہ مسکرانا چاہتی تھی مگر لبوں نے ساتھ نہ دیا۔ ایک مرتبہ پھر لڑائی کا وہ منظر آنکھوں کے سامنے آیا تو بے اختیار جھرجھری لی۔

اسکی یہ بے چینی کامل سے چھپی نہیں رہی۔ ''کیسے راضی کیا ویسے؟'' سامنے رکھے برتن سے میٹھا اٹھاتے اس نے آنکھ کے کنارے سے المیرا کو دیکھا۔

ملکہ ماہ کو اترانے کا کھلا موقع ملا تھا ضائع کرنا ناشکری ہو گی۔ ''میں ملکہ ہوں نگار کا راضی ہونا بنتا بھی تھا۔'' کامل قہقہ لگا ہر ہنس پڑی۔ المیرا کو یوں لگا وہ اسکی خود شناسائی (خوش فہمی) پر ہنسی ہے۔

''تمہاری یاداشت واقعی پوری طرح تباہ ہو گئی ہے۔'' ہنستے ہنستے آنکھ کے کنارے آیا آنسو رومال کی مدد سے پونچھا۔ کیا نزاکت تھی اسکے ہر انداز میں۔ المیرا سات بار پیدا ہو کر بھی آجائے تو اتنی صاف ستھری نہیں بن سکتی۔ ماہِ کامل واقعی ملکہ ہونے کا حق رکھتی تھی۔

'' نگار کو اتنا ہلکہ مت لو المیرا، وہ اپنی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں کرتی۔''

بے اختیار چائے حلق میں اٹکی۔ یہ پہلی مرتبہ تھا اس دنیا کے کسی باسی نے اسکا نام لیا ہو.... حیران ہونا تو بنتا تھا۔

"تمہیں کیسے معلوم میرا نام المیرا ہے۔" کامل نے اسے مضحکہ خیز تاثرات سے دیکھا۔

"اب یہ مت کہنا کے نگار نے تمہیں شروعات سے اب تک تمہارے لقب سے بلایا ہے۔" المیرا کو بے وقوفوں کی طرح آنکھیں جھپکتا دیکھتے کامل نے سر دائیں سے بائیں ہلایا۔

"بے فکر رہو میری سگی بہن تھوڑی ٹھیڑی پسلی ہے، مجھے بھی پورے بچپن ماہ کامل نہیں ملکہ ماہ بولتی تھی۔" کمرہ ان دونوں کی ہلکی سی ہنسی سے گونجا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ تمہیں ملکہ بول کر خود کو اپنی بے بسی یاد دلاتی ہو۔" اپنی طرف سے مکمل مکاری کا ثبوت دیتے وہ سیدھا کامل کی پرانی یادوں پر لگی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے درمیانہ اور چھوٹا بچہ سب سے بڑے کے خلاف سازش رچ رہے ہوں۔

''اگر ایسا ہے تو اس سے زیادہ خود ترس کوئی نہیں۔'' ہنستے ہوئے دونوں کی آوازیں برائی کا گیت لگتی تھیں۔ کوئی ان کی بہن کو بلاؤ۔

''ویسے.....مجھے نگار نے بتایا تو ہے مگر مجھے تمہارے منہ سے سننا ہے۔'' کامل کی ساری توجہ اس طرف تھی۔ ''تم ملکہ ماہ کیوں نہیں بننا چاہتی تھی؟'' روشن دان سے آنے والی روشنی ان کے درمیان ٹھہری ہوئی تھی۔ گندمی اور سرخ لباس میں ملبوس ایک ملکہ، سفید لباس میں ملبوس ایک دلہن۔ ماضی کی بہنیں اور موجودہ دور کی سب سے طاقتور خواتین۔

''مجھے تمہاری جیسی قسمت نہیں چاہیئے تھی۔'' کامل کی آنکھوں سے تاثرات چھلک رہے تھے۔ نہ ان میں کوئی غم تھا، نہ کوئی شکست۔ ان کے پاس تو بس علم تھا، ملکہ کے انجام کا علم۔ ایسا انجام جس پر کامل کی آنکھوں میں ہنسی تھی۔

المیرا کی مسکراہٹ اچانک غائب ہوئی۔ ایک لمحے کے لیے اسکا دل کیا کامل کی آنکھیں نکال لے یا اس کے چہرے پر پھیلی طنزیہ مسکراہٹ کو صاف کر دے۔

طیش، نفرت اور رعب کا ایک طوفان سا اس پر حاوی ہوا تھا اور کامل کے بارے میں دل نے حتمی فیصلہ دیا۔ المیرا ماہِ کامل کو نیچا دکھا کر ہی پر سکون ہو گی۔

مسکراتے ہوئے ہلکی بھوری اور بے انتہا سفید رنگت والی کامل آگے ہوئی۔ ''ویسے میرا سوال ابھی بھی وہیں ہے تم نے نگار کو راضی کیسے کیا؟'' المیرا یونہی سختی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اپنے سامنے اس سے کسی اور کا وجود برداشت نہیں ہوتا تھا اور کہاں کامل اس پر تمسخر سے ہنس رہی تھی۔ ''اگر کوئی جھوٹی کہانی بنائی ہے تو مجھے بھی ساتھ ملا لو دونوں مل کر اسکی ناک میں دم کرتے ہیں۔'' گہری مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کھجور منہ میں رکھی۔

www.novelsclubb.com

المیرا گہرے سانس لیتی اپنی سوتیلی بہن کا سر پھورنے سے گریز کر رہی تھی جب دروازے پر زرا سی دستک ہوئی۔

ملکہ ماہ کی چبھتی نگاہیں تب بھی کامل سے نہ ہٹی جب وہ دروازہ کھولنے کی نیت سے اس تک گئی۔ سامنے کھڑا بھمن گھبرایا ہوا اور کچھ غصہ میں بھی لگتا تھا۔ کمرے میں

بیٹھی المیرا کو دیکھتے جیسے وہ جو کچھ بولنے والا تھا رک گیا۔صاف ظاہر تھا وہ المیرا کو ڈھونڈنے کی نیت سے یہاں تک آیا ہے کیونکہ اسکے چہرے کی کھینچی لکیریں اور ماتھے کی گہری سلوٹیں المیرا کو دیکھتے ہی ختم ہو گئیں۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

اُن اشتعال میں آئی عورتوں اور مردوں کو انھوں نے کس طرح سنبھالا تھا یہ ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ بمشکل سب کو اپنی قیام گاہوں میں بھیجتے وہ اس وقت کچھ عورتوں اور دو تین مردوں کے ساتھ اس ہال میں موجود تھا۔

جگہ جگہ نان کے ٹکرے، پاؤں تلے کچلے پھل، سالن کے الٹائیں برتن، چاولوں کے دانے اور ٹوٹے گلاس کے ٹکرے پھیلے تھے۔ اتنا برا حال تو بچے بھی کھانے کا نہیں کرتے جتنا ان نوجوانوں اور ادھیڑ عمر بڑوں نے کیا تھا۔

ذبیح اللہ کی زیرِ نگرانی کچھ مرد اب اس جگہ کی صاف صفائی میں مصروف تھے جب ایک طرف سے پانی کی بالٹی اٹھائے فاطر آتا دکھائی دیا۔ آج اسکے چہرے پر بیزاری سے پہلے فکر تھی۔ منصف جو کے ایک طرف بیٹھا کسی مصری مرد کا مسئلہ سن رہا تھا اس نے بس ایک نظر دور سے آتے انسان پر ڈالی۔

دبیر کے سامنے بیٹھا مرد کچھ دن پہلے بھی ایک فریاد جس میں خودکشی کا ذکر تھا لے کر حاضر ہوا تھا۔ غور سے سنتا منصف آج انتظار میں تھا کہ کیا اسکی رائے بدلی اگر ہاں۔ تو کیسے ؟

''میں خوف زدہ ہوں منصف !'' آواز اور لہجہ بھیگا ہوا۔ آنکھیں روئی اور سوجی ہوئیں۔ ''ملکہ کے نئے احکامات نے میری بے سکونی میں اضافہ کر دیا ہے۔'' چہرے پر پھسلتے آنسوئوں کو بے دردی سے صاف کیا۔

''میری بیوی بھی ان کچھ عورتوں میں سے ہے جو یمن جا رہی ہیں۔'' دبیر کو یقین سے یاد تھا کے اس معاہدہ میں صرف غیر شادی شدہ عورتیں یمن بھیجیں جائیں گیں، پھر یہ کون سا قصہ تھا؟ ایک شادی شدہ عورت کو ایسی کونسی خواہش تھی کے وہ جھوٹ بولے غیر شادی شدہ گروہ میں شامل ہو رہی تھی۔

''وہ کہتی ہے میں تمہیں چھوڑنے والی ہوں۔ تم نکمے اور ناکارہ ہو گئے ہو اب میرا تمہارے ساتھ گزارا نہیں۔'' دبیر چہرے پر رد عمل لائے بنا اسکی سسکیوں کو صفحے پر اتارتا گیا۔ وہ منصف کم ذہنی امراض کا حکیم زیادہ لگتا تھا۔

''میرے تو آگے پیچھے بھی کوئی نہیں۔ اتنی خدمت کی ہے میں نے اسکی پچھلی تین ماہ میں کوئی تین ماہ میں کیسے کسی کو بدل سکتا ہے۔'' گیلی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اس نے آنسوؤں کو بہنے سے روکا۔ ''پہلے میرا سب سے اچھا ساتھی یہاں وبا سے مر گیا اور اب میری بیوی مجھے ستا رہی ہے۔ میرے صبر کی انتہا ہو جائے گی منصف اعلی۔'' آخر میں وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

www.novelsclubb.com

غیر جذباتی دبیر سے اتنا بھی نہ ہوا اپنے سامنے رکھا پانی کا گلاس اسے پیش کر دے الٹا اٹھا کر اپنا سوکھا حلق تر کر لیا۔

وہ اٹھ کر گیا تو سامنے سے دبیر کو دو عورتیں اپنی طرف قدم بڑھاتی دکھی (عام منصف کے فرائض بھی اسے نے سنبھالے تھے)۔ صفحہ پلٹتے وہ اگلے مرید کے آنے کی تیاری میں تھا جب صفائی کرتا فاطر اسلام اسکے بائیں رخ کے قریب آیا۔

دبیر نے یوں ظاہر کیا جیسے جان پہچان تو دور چہرہ بھی کبھی نہ دیکھا ہو۔

"تمہیں معلوم ہے المیرا کہاں ہے؟" سوال غیر متوقع تھا تو انداز میں چھپی بے چینی اس سے بھی زیادہ غیر یقینی۔

"نہیں۔" پوچا لگاتے فاطر کو آنکھ کے کنارے سے دیکھتے اس نے سرگوشی کی۔

وہ دو عورتیں اب اپنے بیٹھنے کے لیئے کرسیاں درست کر رہی تھیں۔ فاطر کچھ دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اسکی پشت کو دیکھتے دبیر اس بدلے لہجہ کے بارے میں سوچنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ اب ان عورتوں کے مسائل سن کر ان کو ملکہ کے دربار میں تاریخ دے رہا تھا جب ایک طرف سے آتے یونس کو فاطر نے کندھے سے روکا۔ یونس نے ہاتھ میں دو بھاری لکڑی کے ڈبے اٹھائے تھے جن کے پیچھے اسکا چہرہ چھپا تھا۔

ذبیح اللہ کی نظروں سے بچ کر وہ آدمی اپنے تجسس کے کیڑے کو مار رہا تھا۔

"ملکہ کو دیکھا ہے؟" دبیر کے کان اسی گفتگو پر دھرے تھے۔

"ہاں وہ مہرانی کامل کے حجرہ میں ہیں۔ میں ابھی اسی رخ سے ہو کر آیا ہوں۔" اس نے یہ کہتے آگے بڑھنا چاہا جب فاطر نے اسے کہنی سے تھامتے روکا۔

"وہاں کیا کر رہی ہیں؟" فکر سے زیادہ چہرہ پر الجھن تھی۔ یونس کندھے اچکاتا آگے بڑھ گیا۔

فاطر یونہی بیچ ہال میں کھڑا کچھ سوچ رہا تھا جب اسکی نظریں دبیر سے ملیں۔ دبیر کی آنکھیں تو البتہ اس سے نہیں پڑھیں گئیں مگر اپنی سے وہ جو کہنا چاہتا تھا کہہ گیا۔

"یہ فتنہ اب کوئی نیا چاند چڑھائے گی۔"

★

رانی ماہِ کامل کا کمرہ

وقت آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ قلعہ میں لگی جگہ جگہ چھوٹی مگر پر آواز گھنٹیاں وقت کا پتہ دیتے بجنے لگیں۔ان کی گونج المیرا کے پورے وجود کو اندیشوں میں لپیٹ رہی تھی۔

"تو یہ سب آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا ملکہ۔" چہرے کو ہاتھوں سے نکالتے کافی دیر کی خاموشی کے بعد بھمن کا پہلا جملہ شکایت تھی۔کامل کمرے میں نہیں تھی اور یہی درست موقع تھا بھمن کو اپنی طرف کرنے کا۔

اپنی جگہ پر سکڑ کر بیٹھی ملکہ کہنے والی نہیں سننے والی لگ رہی تھی۔اسکے ہر انداز سے عاجزی جھلک رہی تھی۔"میں اس ملک کی باگبان ضرور ہوں مگر مجھ سے زیادہ یہاں کسی کے ہاتھ نہیں بندھے۔کچھ ہی دن پہلے اقتدار میں آنے کے بعد سے میں نے مسائل کے علاوہ اور یہاں کچھ نہیں دیکھا۔ایک دن بھی مجھے امن کا نہیں ملا۔" اسکی جھکی گردن سے لگتا تھا کے اسکے الفاظ سچے ہیں۔ بھمن لب چباتا پیشانی مسلنے لگا۔

''اگر میں یوں غائب نہ ہوتی تو حالات اتنے ابتر نہ ہوتے کہ مجھے اپنے کی لوگوں کو راضی کرنے کے لیئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا۔'' بھمن نے اسے ندامت اور کچھ ترس سے دیکھا۔ تخت اچھے اچھوں کا سکون چھین لیتا ہے۔

''آپ کو مجھے اپنا رازدار بنا لینا چاہیئے تھا ملکہ۔''

''میں مجبور تھی، اگر میں وہ نہ کرتی جو نگار نے کہا ہے تو ہمارے راستے سے ترقی کی یہ پہلی راہ چھوٹ جاتی۔'' ہمیشہ کی طرح اس نے اس بار بھی جھوٹ کا سہارا لیا۔ سچ بولتے اسکی زبان کو لقوہ جو ہوتا ہے۔ ساری کہانی بھمن کو اس نے کچھ یوں کر کے بتائی جس میں وہ ایک بے وقوف اور ناتجربہ کار نو عمر ملکہ لگ رہی تھی جس کے سارے فرائض نگار نے سنبھالے تھے۔ المیرا بس اس کے قہر سے ڈری سہمی عوام کو نگار کے ہی الفاظ سنا دیتی تھی۔

''نگار کبھی رضامندی نہ ہوتی اور میں یوں اپنے ہمدرد پر بوجھ نہیں ڈال سکتی تھی۔ واحد راستہ یہی تھا کے میں نگار کے دیئے مشورے پر عمل کر کے عوام اور آپ

سب سے جھوٹ کہوں۔"اس میں اتنی ہمت نہ تھی کے بھمن سے نظریں ملا پاتی۔ جلدی جلدی میں جو نئی داستان وہ سوچ سکتی تھی اس نے کہہ تو ڈالی اب خدا ہی بہتر جانتا تھا کے اسکے الفاظ کا سامنے والے پر کتنا اثر ہوا تھا۔

اپنی نشست پر پیچھے ہوتے بھمن نے دونوں ہاتھوں سے گٹھنوں پر زور دیا۔المیرا نے جھجکتے ہوئے چہرہ اٹھایا۔"میں معذرت خواہ ہوں۔"

"معافی مت مانگیں، یہ ایک ملکہ کو زیب نہیں دیتا۔" بھمن کی فرمابرداری پر اس نے چہرے کو حتی المقدور کوشش کرتے مسکرانے سے روکا ہوا تھا۔ابھی مزید گوپی بہو ہونے کی اداکاری کرنا تھی۔

www.novelsclubb.com

"میرے پاس ایک مشورہ ہے۔"کچھ دیر بعد بھمن کا خدشات سے لیس لہجہ المیرا کی سماعت سے ٹکرایا۔اسکی تمام حساسیات یک دم چوکنا ہو گئیں۔"مشورہ کچھ خاص نہیں لیکن اگر اسے اچھے الفاظ میں پیش کیئے جائے تو نوے فیصد امید ہے کے

یہ مسئلہ اسی سے ہی حل ہو جائے گا۔" المیرا ہماتن گوش اپنی جگہ سے آگے ہوئے اسکا خوبرو چہرہ دیکھنے لگی۔

کمرے میں لٹکی جانوروں کی کھال اور روشن دان سے آتی روشنی گواہ تھی کہ اس کمرے میں عام انسان نہیں دنیا کے دو بڑے سازشی اور فریب کار آپس میں ہم کلام ہیں۔

★

"یہ فتنہ اب کوئی نیا چاند چڑھائے گی..... مگر اس بار میں اسے یوں کامیاب ہونے نہیں دونگا۔"

www.novelsclubb.com

یہ اعلان کچھ دیر پہلے فاطر اسلام نے دبیر السازار سے بانٹا تھا۔ سننے والے نے کوئی ردِ عمل نہ دیا بس اچھے شریف سابقہ شاگرد کا فرض نبھاتے فاطر کے ساتھ المیرا کی کھوج میں نکل پڑا۔

ساتھ چلتے آدمی کو دیکھتے دبیر نے ایک مرتبہ بھی نہیں پوچھا کے ہم کیوں المیرا کو ڈھونڈنے جا رہے ہیں۔ بعض مرتبہ پوچھنے کی نوبت نہیں آتی انداز اور آنکھیں خود ہی سب کہہ ڈالتی ہیں جس طرح اس وقت فاطر کی بے چین سانسیں اور فکر میں ڈوبی پیشانی کہہ رہی تھی کہ ''وہ جس بکھری حالت میں بھاگ کر گئی تھی میں نہیں چاہتا اسکے ساتھ کچھ غلط ہو۔'' مگر دبیر نے اپنا مشاہدہ خود تک ہی رکھا۔

ایک راہداری میں مڑتے انہیں دور ہی ایک بند دروازے کے باہر گل جان کھڑی دکھی۔ پیٹھ پر بازو بندھے تھے، بالوں کو ٹوپی نے ڈھکا تھا اور آنکھیں ایک سیدھ میں دیکھ رہی تھیں۔ اب تو یقیناً المیرا اندر ہی تھی۔ گل کو دیکھتے فاطر کے قدموں میں ایک بے اختیار سی تیزی آئی۔ دل مارے سکون کے جھوم اٹھا تھا۔

پچھلے کئی گھنٹوں سے اس نے المیرا کو نہیں دیکھا تھا، خدا جانے وہ کس حال میں ہو گی۔

www.novelsclubb.com

دروازے سے کچھ ہی دور گل نے اسے اپنی طرف آتا دیکھ لیا۔ آنکھیں حیرت سے کچھ پھیلیں۔

"تمہاری ملکہ اندر ہے؟" لہجہ میں کاٹ دار طنز کے بجائے آج ایک مسرور سا سوال تھا۔ گل سے یہ بدلاؤ ہضم نہیں ہوا۔

"ہا.....ہاں! اندر...اندر۔" اس سے پہلے کے وہ آدھا مہینہ لگا کر اپنا جملہ مکمل کرتی کمرے کا دروازہ اندر سے کھلا اور جو پہلی آواز باہر آئی وہ المیرا کی تھی۔ "میں اپنے کابینہ سے مشورہ کر کے آپکو بتاتی ہوں۔" فاطر زیرِ لب مسکرایا (یہ عورت کبھی منہ بند نہیں کرے گی)۔ مگر کمرے سے باہر آنے والا پہلا شخص کوئی اور تھا۔

سفید اور سنہری لباس میں باہر آتے بھمن کو دیکھتے خادم کے چہرے پر سے مسکراہٹ پلک جھپکتے اڑن چھو ہوئی۔

بھمن المیرا کو دیکھتے اسکی کسی بات کا جواب دیتے باہر نکل رہا تھا جبکہ المیرا چہرے پر ہاتھ رکھے ہلکا سا ہنس رہی تھی۔ یہ منظر فاطر کے قدموں میں زنجیریں اور اسکے وجود پر بھاری بجری لادنے سے کم نہ تھا۔

گل نے نظریں چراتے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا..... شاید وہ بھی اپنے ساتھی کے اچانک ہی خوشی سے خاموشی میں بدلتے تاثرات کا پسِ منظر سمجھ گئی تھی۔

یک دم المیرا کی نظر بیچ راہداری میں کھڑے فاطر پر ٹھہری تو قدم ٹھٹک کر رکے۔ اسکا کندھا پیچھے سے آتے بھمن کے سینے سے ٹکرایا۔

فاطر المیرا ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے..... کسی اور کا ہونا معنی بھی نہیں رکھتا تھا۔

برف کا مجسمہ اس وقت یہ سمجھنے میں مصروف تھا آخر وہ یہاں آیا ہی کیوں؟ اسے تو پچھلی کئی بے سکون گھڑیاں یاد بھی نہیں۔ المیرا کا اس بندر (ہاں وہ اسے انسان نہیں مانے گا) کے ساتھ یوں کھلکھلا کر ہنسنا اسے زہریلے تیر کی طرح چبھا تھا۔

''خادم خاص میرے وزراتک پیغام پہنچواؤ کے جمع ہوں ملکہ نے اہم بات کرنی ہے۔'' اٹھی گردن کے ساتھ فاطر کو حکم دیتے وہ اسکی ایک طرف سے ہوتی آگے بڑھ گئی۔اس بات کو نظرانداز کرتے کے اسکا اپنا دل کس قدر زور سے دھڑکا تھا۔

بھمن کے ساتھ ہنسنا اگر فاطر کو چبھا تھا تو المیرا کا یوں لاپرواہ بن کر قریب سے گزر جانا اسکے اندر نفرت کی آگ کو جگا گیا تھا۔

انا پرست آدمی کی انا کو ٹھینس پہنچی تھی، چھوٹی بات تھوڑی تھی۔

بھمن پر ایک ناپسندیدہ نگاہ ڈالتے وہ اپنی ملکہ کے پیچھے چلنے لگا البتہ سمجھ ابھی بھی نہیں آئی کہ وہ آخر یہاں تک آیا کیوں؟

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

ملکہ کے بند کمرے کے پار کیا کھچڑی پک رہی تھی وہ تینوں اس سے بے خبر تھے۔

روشنی آہستہ آہستہ اندھیرے میں بدل رہی تھی جب شام کے آخری پہر ھبتہ اللہ نے سارے قلعہ کو اسی ہال میں جمع ہونے کا پیغام بھیجا۔

فاطر المیرا سے بات کرنے کا موقع ہی تلاش کرتا رہ گیا۔ مگر اس کی ہر کوشش بے سود نکلی۔

www.novelsclubb.com

اونچے چبوترے پر کھڑی ملکہ کا لباس دوپہر والا ہی تھا۔ ساری عوام اینٹوں کے بنے اس ہال میں گردنیں اٹھائے اس ملکہ کو دیکھ رہی تھی۔ چبوترے کے دائیں اور بائیں مختلف اونچی ہستیاں خاموش بیٹھیں تھیں۔

ان سب کے چہروں کا اطمینان بتاتا تھا کے ملکہ کا لیا فیصلہ باہمی متفقہ رائے ہے۔

"برسوں پرانی روایت ہے ہماری..... کہ شادی کرنے والے مرد عورت کے قابل مانے جانے کے لیئے ہر لحاظ سے جانچے جاتے ہیں۔ خواہ وہ شکل ہو، صورت، سیرت، ہنر یا عقل۔ جب تک مرد عورت کی پسند پر نہ اترے شادی جیسا رشتہ آگے نہیں چل سکتا۔" سارے دم سادھے ملکہ کے الفاظ سن رہے تھے۔

"کیونکہ گھر اور مرد کی ذمہ داری عورت نے اٹھانی ہوتی ہے تبھی شادی بھی اسی کی پسند سے ہوتی ہے۔" ملکہ کی خاطر سپاہیوں کی ایک مضبوط قطار چبوترے کے عین سامنے کھڑی تھی۔ عورتوں کے چہرے مغرور جبکہ مردوں کے مایوس تھے۔

''اس وقت جو بھی حرکت ہوئی اسے در گزر کرتے دونوں ممالک ایک فیصلہ پر اترے ہیں۔''بظاہر خود کو لاپرواہ بنائے فاطر کی ساری توجہ المیرا کے اگلے الفاظ پر تھیں۔

''خود کو اس مقام کے قابل ثابت کرنے کے لیئے کچھ مقابلے رکھے جائے گیں۔ ''فاطر نے گردن جھٹکے سے پیچھے کھڑی المیرا کی طرف پھیری۔''چونکہ یہ تمام مرد غیر ملکی ہیں تبھی رسومات کی نوعیت کچھ مختلف ہو گی۔ہم دیکھنا چاہتے ہیں یہ مرد گھر داری کے معاملے میں کتنا کمال رکھتے ہیں۔''یک دم خاموش مجمعہ میں سرگوشیوں کی آوازیں گونجیں۔اقتدار کے فیصلہ پر عوام ہمیشہ جلد باز رائے دیتی ہے۔

''اور ہم مردوں کا کیا؟''ایک ہٹا کٹا نوجوان آگے آیا۔اسکا چہرہ غصہ سے دہکتی چنگاڑی بن چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

''ان عورتوں کو بھی تو ثابت کرنا ہو گا کے یہ ہمارے قابل ہیں یا نہیں۔'' پھنکارتے ہوئے اس نے انگلی ایک طرف کھڑی خواتین پر اٹھائی۔

مرد بیزار ملکہ نے اپنے اندر ابلتے غصہ کو قابو کیا۔ ''وہ عورتیں ہیں۔ تمہیں خوش ہونا چاہیئے تمہارا انتخاب کیا جائے گا۔'' اپنے ریشمی چغہ کو سنبھالتے المیرا نے سخت لہجہ میں کہا۔

دور کھڑا فاطر آنکھوں میں ٹوٹے اعتماد کی کرچیاں لیئے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ چاروں ایک گروہ تھے مگر المیرا نے اپنے فیصلہ پر انکی رائے لینا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

★

www.novelsclubb.com

انتظار ہمیشہ سے ہی فاطر اسلام کے لیئے سب سے ناپسندیدہ شہ رہی ہے۔

قلعہ میں موجود یہ ایک بند مگر وسیع کمرہ تھا۔ جگہ جگہ رات کی مناسبت سے دیوار میں لگائیں مشعلیں جل رہی تھیں۔ ان کی روشنی نے کمرے میں ایک جھلمل سا تاثر پھلایا ہوا تھا۔

اگر تم نگاہیں دوڑا کر جائزہ لو تو کمرے میں اس وقت صرف دو نفوس موجود دکھیں گیں۔

کچھ سیڑھیوں کی مدد سے بلندی بنا کر وہاں مختلف نرم گدیاں اور مخملی کرسیاں سجائیں تھیں۔انہیں میں سے ایک پر نیم دراز ملکہ کی آنکھیں بند اور چہرے پر تفکر کی لکیریں تھیں۔

ایک لڑکا پانی کی بالٹی میں موجود اسکے پاؤں نکھارنے میں اپنی محنت ضائع کر رہا تھا۔

بچہ کے مرجھائے چہرے اور آنکھوں کے نیچے ہلکے شب خوابی اور غیر رضامندی ظاہر کرتے تھے۔

www.novelsclubb.com

خاموش چہرے میں یک دم ہی ہلچل ہوئی۔باہر موجود گل جان کی صدا پر المیرا نے گردن ذرا سی اٹھاتے کھلتے دروازے کی جانب دیکھا۔

"خادم خاص اور منصف اعلی ملکہ سے ملاقات کے خواہشمند ہیں۔"

المیرا نے ناگواری سے آنکھیں گھمائیں اور بہت سا ضبط کرتے گل کو انہیں بھیجنے کا اشارہ کیا۔

اندر آتے دونوں مرد انسانی ڈھنگ کے دو متضاد پہلو تھے۔ فاطر اسلام غصیل اور بے چین دبیر السازار مطمئن اور لاپرواہ۔

المیرا نے نیچے کھڑے دونوں مردوں پر ایک نگاہ ڈالی اور اپنے پاؤں کھینچتے اس بچے کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

گروہ ابھی بھی نامکمل تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھنے پر المیرا کا ریشمی لباس پسلتا پاؤں کو چھپا گیا۔

www.novelsclubb.com

"گولڈن گرل اندر آجاؤ۔ جوئن دا پارٹی۔ "

"تم اب یہ سب کیا کر رہی ہو۔" اندر دبایا اشتعال دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ شامل ہوا۔ المیرا نے معصومیت سے آنکھیں گول کی۔ گل دروازہ کے ساتھ کھڑی

تھی۔المیرا آخری زینے پر جبکہ فاطر اور دبیر آگے پیچھے اسکے سامنے سوال کرنے کی نیت سے آئے تھے۔

"تم پھر کوئی نئی چال کھیل رہی ہو۔میں بتائے دے رہا ہوں المیرا یہ سب جھوٹ ایک دن تمہاری گردن کو آئے گیں اور تمہارا سانس۔ "

"اتنا سوچو مت خادم خاص۔جو کام تمہیں نہیں آتا مطلب یہ تو نہیں وہ دنیا میں کسی کو نہیں آئے گا۔"تیز بولتے فاطر کی بات کاٹتے اس نے نزاکت سے طنز کیا۔اپنی بات کے اختتام پر ہنسنا عادتاً تھا۔"میں یہ سارے جھوٹ ہمیں بچانے کو کہہ رہی ہوں۔خود سوچو جو اصلیت ہماری ہے اسکے ساتھ کیا ہم اس دنیا میں چل سکتے ہیں۔"اپنی کرسی پر بیٹھتے اس نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی۔

"یہ مقابلے کی رائے کس کی تھی؟"دبیر کے سوال پر ملکہ کی آنکھیں چمکیں۔

"بھمن کی۔"اچانک فاطر کی ریڑھ کی ہڈی سے ہوتے پورے جسم میں ایک سو ایک والٹ کا کرنٹ دوڑا۔یہ نام اسے کسی ڈنگ سے کم نہیں لگتا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''کیا مطلب بھمن کا؟''فاطر کا لہجہ شکی تھا۔''تم نے اسے ہمارے بارے میں سچ بتا دیا۔''بے اختیاری میں اسکے کچھ قدم تخت کی طرف اٹھے۔

المیرا نے کھلے بالوں کو کندھے کے پیچھے ڈالا۔''ابھی تو نہیں۔مگر بتا بھی دونگی اگر تم لوگ یونہی میری قابلیت پر شک کرتے رہے۔''ایک طرف نرم سی گدی پر رکھا اسکے ہیرے کا تاج سنہری روشنیوں میں جل رہا تھا۔

''کونسی قابلیت؟''فاطر اسلام کے قدم اب پہلے زینے پر تھے۔المیرا اب ایک طرف رکھا نرم کپڑا اٹھا چکی تھی۔

''تم لوگوں کی جان ہر مرتبہ بچانے کی۔''بھوری سنہری آنکھوں میں ہنستے ہوئے دیکھتے اس نے کپڑا اسکی طرف بڑھایا۔

''تم ہماری جان بچاتی نہیں مزید الجھاتی ہو۔''فاطر نے کہنے کے لیئے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔المیرا کی گرفت کپڑے پر کچھ مضبوط ہوئی۔''تمہیں تین دن کا وقت دیا ہے المیرا،اسے سوچ سمجھ کر استعمال کرو۔''سامنے کھڑے مرد کے لہجے

میں کچھ دن پہلی عجلت اور اس رات والی حکمت عملی نہیں تھی یا شاید یہی اسکے ارادے تھے۔المیرا عنایت محسن نے اپنی خوش فہمی کو فاطر اسلام کی بے بسی اخذ کر لیا، یہی اسکی بھول تھی۔

کچھ دیر کمرے میں واحد آواز جلتی چنگاڑیوں کی رہی۔ گل نے دبیر کو کمرے کے دوسرے کونے سے دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں میں سوال کیا جس کا اس آدمی نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

یعنی وہ بھی فاطر کے ارادوں سے انجان تھا۔

المیرا نے ہاتھ میں تھاما کپڑا اچھ بلند کیا۔فاطر نے ایک نظر کپڑے کو دیکھا اور پھر دوبارہ اسکے چہرے کو۔

"یہ کیا ہے؟" المیرا نے سفید کپڑا اسکی طرف اچھالا۔

”میرے پاس اگر تم لوگوں کے فرار کی منصوبہ بندی کرنے کے لیئے تین دن ہیں، تو پھر تمہارے یہ تین دن کیوں آرام دہ ہوں۔ میں تمہیں بہت ڈھیل دے چکی ہوں۔ خادم تم ہو، میرے چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا کام تمہیں کرنا چاہیئے۔“ ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے اس نے ایک پاؤں بلند کیا۔

فاطر کی نگاہ جونہی اسکے نم پاؤں پر جھکی المیرا کا اشارہ سمجھنے میں اسے ایک سے زیادہ منٹ نہیں لگا۔ وہ فوراً غصے سے بھڑک اٹھا۔ جبڑے اور کلائیاں سخت ہوئیں اور ایک جھٹکے سے اس نے کپڑے کو کمرے کے ایک کونے میں دے ماڑا۔ المیرا اس رد عمل کے لیئے پہلے سے تیار تھی۔

www.novelsclubb.com

گل اور دبیر خاموش تماشائی بنے اب المیرا کو ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہ لگاتا دیکھ رہے تھے۔ آج اسکے ہنسنے کے انداز میں کچھ مبہم سی تبدیلی تھی یوں جیسے وہ سرور کے بجائے ناز کی اپنا رہی ہو۔

فاطر کا چہرہ غصہ سے ہر گزرتے لمحے مزید سرخ ہوا۔

''تم ہمیشہ مجھے ایک آسان حریف کیوں سمجھ لیتے ہو؟''اتنا ہنسنے کے باوجود بھی اسکے آنکھ کے کنارے نم نہ ہوئے۔ پیچھے کی طرف قدم اٹھاتے مرد نے ارد گرد کے سامان کو توڑنے سے قابو کیا ہوا تھا۔

کھڑے ہوتے المیرا نے عام سے انداز میں اپنا لباس سنبھالا ہوا تھا۔ سیڑھیاں اترتے سوال کیا۔

''تم لوگوں کو یہاں بنائے تہہ خانے کا علم ہے؟''دبیر اور گل نے لاعلمی کا اظہار کیا جبکہ فاطر کا دل کیا المیرا کو سیڑھیوں سے دھکا دے ڈالے۔''میں نے سنا ہے اس تہہ خانے میں صرف کچھ خاص لوگ قیدیوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ اسکی معلومات انتہائی خوفیا ہے اور خوفیا جگاہیں ہر سلطنت کی کمزوری ہوتی ہیں۔''دبیر اور گل کے بیچ رکتے بلی آنکھوں میں چالاکی آج پہلے سے زیادہ تھی۔

''یہ سب تم ہمیں کیوں بتا رہی ہو؟''گل کے سوال پر اس نے یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو'بندہ بے وقوف ہو مگر تم جتنا نہ ہو'۔

المیرا کچھ قدم چل کر کمرے کے بیچ تک آئی اور گلہ کھنکارتے جیسے خطاب کی تیاری کی۔ ''یمنی سلطنت کی کمر کو کمزور کرنے کے لیئے ہم اس تہہ خانے کے راز تک جائیں گیں۔ مجھے یقین ہے کے اس تہہ خانے میں کچھ ایسا ہو رہا ہے جو عام عوام کے اصولوں کے خلاف ہے۔'' ٹھوڑی کو انگلی سے دستک دیتے وہ اپنے خیالی پلاؤ کی دیگ چڑھا چکی تھی۔

کمرے میں یک دم افراتفری سی مچ گئی۔ ''کون سی کمر کمزور کرنی ہے؟'' گل کا کچھ زیادہ ہی حیران لہجہ کانوں سے ٹکرایا تو المیرا ایڑھیوں کے بل گھومی۔ فاطر اسلام اب پیچھے سیڑھیوں پر چوکنا سا بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

''دیکھو المیرا! ہمیں مزید تمہاری فسادی فلسفے کا حصہ نہیں بننا۔ تم نے جس بھی ملک پر قبضہ کرنا ہے کرتی رہنا ہمارا کام پہلے کر دو۔'' المیرا نے گل کی فریاد پر آنکھیں گھمائیں۔

''اتنی خود غرض مت بنو گل جان، تمہاری بہن تمہیں اب تک بھول چکی ہو گی۔'' کہا اس سے.....دیکھا دبیر کو۔''کیا تم دنیا پر حکومت نہیں کرنا چاہتے؟''(اپنی زندگی پر تو حکومت ہو نہیں رہی، دنیا پر کیا خاک کرے گا۔) بجھی آنکھوں والے آدمی نے دنیا کے تسلط میں کوئی دلچسپی دکھائے بنا نگاہ پھیر لی۔

''واپس جا کر تمہیں ملے گا ہی کیا.....بے روزگاری؟اچھا نہیں یہاں میرے ساتھ رہ لو۔ تمہیں آسائشات،مال،آرام سب ملے گا۔''اب وہ فاطر کی طرف پلٹی۔اینکر تو جیسے اپنی بیروزگاری کے تذکرہ پر بھپڑ ہی گیا۔

''یہ سب جھوٹ ہے بی بی۔جاگ جاؤ اپنے خوابوں سے۔وقتی طور پر کسی چیز کا جھولی میں آجانا ہمیشہ کے لیئے اسکا آپکی دسترس کا گواہ نہیں بنا دیتا۔''المیرا نے اسکے انکار پر ہاتھ جھلاتے بولتے رہنے کا کہا۔''حد سے زیادہ خوش فہمیاں مت پالو منہ کے بل گرو گی۔''

"مجھے معلوم ہے تمہارا یہ فیصلہ نہیں۔ وقت لے لو تمہیں میری بات سمجھ آ جائے گی، ہیں نا گل؟" اچانک مخاطب ہونے پر اسے سمجھ نہ آیا کیا ردِ عمل دے۔

"گل کو اپنی خواہش میں مت الجھاؤ۔ تم نے شروعات سے ہی یہی سوچا تھا اب ارادہ مت بدلو۔" دبیر نے بے ساختہ کہا۔ المیرا، گل یہاں تک کے فاطر بھی اسکے بولنے پر بے ہوش ہوتے بچے۔

"کیسے قابو میں رکھا ہے۔" المیرا نے گل کو تعریفی انداز میں دیکھتے بنا آواز کے تالی بجائی۔

"خیر تم لوگوں کو یہاں سے جانا ہے اور واپس نہیں آنا تو اسکے لیئے بھی ہمیں یمنیوں کی کوئی کمزوری ضرور چاہیے ہو گی۔" وہ دوبارہ سے اپنی کرسی پر جا کر نیم دراز ہوئی۔ کپڑا اٹھاتے اب وہ پاؤں کے ناخنوں کو سوکھا رہی تھی۔

"تو؟" فاطر نے چہرہ پھیرتے ایک آبرو بلند کی۔ جواباً ملکہ نے بنا سر اٹھائے حکم رائج کیا۔

''تو میرے ساتھ آج رات اس تہہ خانے چلو۔''

''ہر گز نہیں۔'' بنا سانس لیئے دبیر تڑپ کر بولا۔ سب نے ایک ساتھ اسکی جانب دیکھا کیونکہ توقع تھی کے فاطر انکار کرے گا مگر یہاں تو تخت ہی پلٹ چکا تھا۔

المیرا نے سر تا پیر دبیر کو جانچتی نگاہوں سے دیکھا جواب یقیناً یوں بولنے پر بچتا رہا تھا۔ ''لگتا ہے منصف صاحب کو بھی یہاں کی ہوا لگ گئی ہے (کپڑا ایک طرف اچھالتے وہ اپنی جگہ پر پیچھے ہوئی) کیوں نہ جائے ہم اس تہہ خانے میں؟'' دبیر نے حتی المقدور تاثرات کو قابو میں رکھا ہوا تھا حقیقتاً تو اسکی گردن پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

فاطر کی شکی نظریں کسی بوجھ سے کم نہیں تھیں۔ آج دبیر کو سمجھ آیا کیوں المیرا ابھی فاطر کے سامنے چپ کر جاتی ہے۔

''میں اس تہہ خانے سے ہو کر آ چکا ہوں۔'' گلہ کھنکارتے اس نے ہموار لہجہ میں بات کا آغاز کیا جب المیرا نے اسکو وہیں ٹوک دیا۔

''تم کیسے جا سکتے ہو جب وہ اپنے ہی ملک کے لوگوں کو نہیں جانے دے رہے۔'' دبیر کے چہرے پر گھبراہٹ کا شائبہ تک نہیں آیا۔

''ہمارے قیدی اور جو وبا سے بیمار لوگ ہیں انہیں اس تہہ خانے کے ایک مخصوص حصہ میں رکھا گیا ہے۔ میں ذبیح اللہ کے ساتھ ان کو وہاں صحیح سلامت چھوڑنے۔'' المیرا نے ایک مرتبہ پھر بات کاٹی۔

''تو یہ تو اور بھی اچھا ہو گیا، میں بطور سربراہ ان کی تعزیت کرنے جانا چاہتی ہوں ۔'' دبیر المیرا کی لاؤابالی فطرت پر لب بھینچے کھڑا تھا۔

''المیرا اسے بات تو مکمل کرنے دو۔'' یہ تھکا ہوا انداز گل کا تھا۔ صاف نظر آیا کہ کس طرح المیرا نے گل کو کچھ کڑوا کہنے سے خود پر جبر کیا تھا۔

دبیر نے فوراً سلسلہ کلام جوڑا۔ اسکی یہ تیزی فاطر کی زیرک نگاہوں سے چھپی نہ رہ سکی۔ ''وبا ایک سے دوسرے میں پھیل رہی ہے۔ تبھی انہیں قلعہ کے اندر رکھنے کے بجائے اسکے نیچے قیام کروایا ہے تاکہ باقی لوگ محفوظ رہ سکے۔ تمہارا یا ہمارا وہاں

جانا کسی خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔" اختتام پر اپنا ازلی بے تاثر لہجہ اپناتے اس نے نظریں چرائیں۔

المیرا مطمئن ہوئی تھی یا خاموش رہنے کی اداکاری کر رہی تھی حتمی فیصلہ کرنا تھوڑا مشکل تھا۔ کچھ دیر تک مشعلوں کے جلنے کی آواز اور باہر چلتے پھرتے لوگوں کے قدموں کے سوا ان چاروں نے کوئی آواز نہ نکالی۔

دبیر نے ایک چور نگاہ ان سب کے چہروں پر ڈالی۔ "تو تم میں سے کوئی میرے ساتھ نہیں جائے گا؟" اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے المیرا نے تینوں سے سوال کیا۔

دبیر اور گل نے ہٹ دھرموں کی طرح چہرہ پھیر لیا جبکہ فاطر اسلام اب اپنی جگہ سے کھڑا ہوتے جلبیہ کا دامن جھاڑ رہا تھا۔

المیرا نے آنکھیں پوری طرح گھمائیں اور سینے پر بازو باندھ لیئے۔

''ہم میں سے کوئی نہیں جا رہا۔ طاقت کی چاہ تمہیں ہے تو تم جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ، جو کرنا چاہتی ہو کرو۔ ہم تینوں ویسے بھی آزاد ہیں۔'' وہ ایک قدم چل کر آگے آیا۔ المیرا اونچائی پر کھڑی تھی جبکہ وہ پہلی سیڑھی پر۔ ''مگر تین دن بعد اپنے وعدے کے مطابق ہمیں ہمارے گھروں تک پہچانا تمہارا فرض ہے، اسکے لیئے تم آزاد نہیں۔'' ایک کاٹ دار نگاہ ملکہ کے فربہ چہرے پر ڈالتے وہ رکا نہیں اور لمبے ڈگ بھرتا دروازہ کھول کر باہر بڑھ گیا۔

اسکی تقلید میں ہی گل اور دبیر بھی کمرے سے چلے گئے۔ اب وہاں المیرا تھی، اسکے جھوٹ اور انا۔

www.novelsclubb.com

''ہونہہ! نہ جاؤ، مینوں وی نالائقاں دی لوڑ نئ۔ (نہ جاؤ، مجھے بھی تم نالائقوں کی ضرورت نہیں)۔''

★

بیس سال پہلے

گرمی آج کسی رحم دلی کی نیت سے نہیں آئی تھی۔

گھر کے اوپن کچن میں کھڑے گیارہ سالہ فاطر اسلام دبلا پتلا بھوری رنگت والا بچہ تھا جس کی ہر وقت رہنے والی بیزار نگاہیں اس وقت خالی اور کسی مرئی نقطہ پر مرکوز تھیں۔

سامنے شیلف پر رکھا پانی کا جگ ان چھوا تھا۔ شاید اسے پیاس لگی تھی اور وہ یہاں آیا تھا یا شاید وہ نیچے ہوتے شور سے چھپنے کی خاطر ایک خاموش کونے کا متلاشی تھا۔

یاد نہیں۔

یاد تھا تو بس پس منظر کی آوازوں کے پیچھے کی کہانی۔

"اتنے سال میں نے اس مرد سے وفا نبھائی۔ اسکا خشک رویہ سہا، اسکی ضدی طبیعت کی عادی ہوئی..... سب کس کے لیئے کہ آخر میں وہ مجھے دھوکہ دے۔"

صدیقہ اونچی آواز میں اسکے باپ کو کوستے سفری بیگ میں کپڑے ٹھونس رہی تھی۔اسکا انداز جارحانہ اور قدم تیز تھے۔

ہر وقت خاموش اور اپنی دنیا میں گم رہنے والی عورت میں اچانک ہی اس قدر بہادری آگئی تھی کچھ دیر کو تو ساتھ کھڑی پندرہ سالہ فاریہ اسلام بھی دنگ رہ گئی۔

"میرا دماغ خراب تھا جو محبت کر بیٹھی اور ایک ایسے انسان سے شادی کر لی جسے اپنے کام کے سوا کوئی دھکتا نہیں۔کتنے دن وہ آدمی ہمیں اپنی شکل نہیں دکھاتا، مجھے لگتا تھا کام پر گیا ہے اور وہ یہ سب کرتا گھوم رہا تھا۔میری ہی قسمت خراب ہے۔"

الماری سے تمام سامان نکالے اب وہ بیڈ پر پھیلا چکی تھیں۔کبھی عربی میں بولتیں، کہیں اردو آتی اور کہیں انگریزی کا ایک آدھ جملا ملا کر اپنے میاں کی شان میں قصیدے کہتیں۔

" اتنا کہتی تھی میں کہ تم بھی وہی حربہ استعمال کر لو جو باقی صحافی کرتے ہیں مگر نہیں بیوی کے سامنے اچھائی اور خدمت خلق کا ناٹک جو کرنا تھا۔اصل مقصد تو یہ

تھا اس آدمی کا۔" آخر میں تھک کر وہ پائنتی پر بیٹھ گئیں۔ سر دونوں ہاتھوں میں گراتے سسکیوں کی آواز پر فاریہ بھاگتی ہوئی ماں کے قدموں میں جھکی۔

"تم اپنا سامان باندھو ہم یہاں مزید نہیں رہیں گیں۔" تھوڑی دیر کے بعد وہ اب فاریہ کو بازو سے کھینچتے اٹھا رہیں تھیں۔ غلابی کافتان میں ان کی گندمی رنگت رونے کے باعث زرد ہو گئی تھی۔ چھوٹی آنکھیں سوج کر کناروں سے سرخ پڑ چکی تھیں۔ چہرے پر ابھی بھی نمی نمایا تھی۔

دونوں ماں بیٹی نے کھڑے ہوتے سامان کی طرف ہاتھ بڑھائے جب ٹھٹھک کر تھم گئیں۔ فاریہ کی نگاہوں میں ہمدردی کے بجائے غصہ آیا جبکہ صدیقہ نے چہرہ پھیر لیا۔

"فری فاطر کا سامان بھی بند کرو وہ بھی ہمارے ساتھ جائے گا۔"

دروازے کی چھوکٹ پر کھڑے فاطر اسلام کا چہرہ یوں تھا جیسے تاثرات پر کسی نے پوچا پھیر دیا ہو۔ امبر نگاہیں بجھی ہوئیں اور سوکھے لب ہلکے وا تھیں۔

"آپ میرے ڈیڈی کو چھوڑ رہی ہیں؟" آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ بچہ پریشان ہے، خفا ہے یا برہم تھا۔

صدیقہ کے ہاتھ میں تھامی چادر پر گرفت مضبوط ہوئی۔ فاطر ہمیشہ سے باپ کے قریب رہا تھا۔ وہ جانتی تھی اسکو منانا مشکل ہو گا مگر اس نے ایک مرتبہ بھی نہیں پوچھا کہ کیا اس راز کے افشاں ہونے کے بعد تم ٹھیک ہو۔ اولاد کی کیفیت کو نظر انداز کرتے وہ اپنی دہائی میں مصروف تھیں۔

"تمہارے ڈیڈی نے ہمیں دھوکہ دیا ہے حبیبی (میری جان)۔ میں نے جتنی قربانیاں دینی تھیں دے لیں۔ مگر میری اولاد مزید نہیں دے گی..... میں تمہیں اسکے پاس نہیں چھوڑ سکتی۔" قریب آتے اس نے اپنے بیٹے کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔ ماں کی بھوری آنکھوں میں بیٹے کے لیئے انس تھا جبکہ اس کے مقابل کھڑے بچے کے چہرے پر خوف کے تمام رنگ جھلک اٹھے۔

فاطر اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔ ''میرے ڈیڈی ایسے نہیں ہیں۔'' ماں کی آنکھوں میں دیکھتے لہجہ کانپ اٹھا۔

''تم چپ کرو فاطر۔ بابا تمہارے ساتھ اچھے ہیں تو وہ اچھے نہیں بن جاتے۔ آج تک کبھی اُومی یا مجھے انہوں نے پانچ منٹ سے زیادہ وقت۔۔''

''تم لوگوں کو ان کا وقت نہیں ان سے فائدے چاہیے تھے۔'' اپنی بہن کی بات کاٹتے وہ بچہ پوری قوت سے چیخا۔ صدیقہ پتھر کا مجسمہ بنی اپنی اولاد کو آپس میں جھگڑتا دیکھ رہی تھی۔ ایک باپ کے دفاع میں چیخ رہا تھا دوسری ماں کے حق میں۔

''وہ ہمیں فائدے دیں گیں؟'' فاریہ نے بھی عربی ہونے کا ثبوت دیتے آگے سے اونچی آواز میں جواب دیا۔ ''ان کا صبح سے فون بند ہے۔ ان کے سکریٹری نے صاف کہہ دیا ہے وہ کسی سے بات کرنا نہیں چاہتے۔ تین تین دن گھر سے غائب رہتے ہیں۔ عید پر بھی ہمارے گھر مبارک بعد کم اور قتل کی دھمکیاں زیادہ آتیں ہیں۔'' فاریہ کے لہجے میں باپ کے لیئے بدگمانی واضح تھی۔

ماں کے ہاتھوں میں چہرہ دیئے فاطر کے چہرے پر پہلی بار یہ تاثر ابھرا۔ مٹھیاں بھینچ لیں اور لبوں کو سختی سے پیوست کرتے غصہ پیا۔

"وہ ہمیں فائدہ نہیں صرف فکر دیتے ہیں۔" تلخ لہجہ میں پھنکارتے ہوئے فاریہ نے اپنی ماں کو کھینچ کر پیچھے کیئے۔

اتنی سی عمر میں اس دروازے کے درمیان کھڑے بچے کو اپنا آپ تن تنہا لگا۔ اسکی ماں اور بہن ایک مضبوط دیوار تھے، ایک دوسرے کے بازو..... مگر وہ کہاں تھا؟ اسکا سہارا کہاں تھا؟

خونی رشتوں کے بیچ اسے اپنی رگوں سے خون رستہ محسوس ہوا۔

کچھ دیر وہ تینوں وجود ایک دوسرے کو یونہی دیکھتے رہے پھر صدیقہ نے دھیرے سے فاریہ کا ماں کی کہنی کو تھامے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"تم سامان سمیٹو فری، ہم جا رہے ہیں۔"

''ہم کہاں جائے گیں امی؟''بیٹی نے ہلکی سی آواز میں دریافت کیا۔

''میری ایک دوست ہے یہاں، یونی ورسٹی کے دور سے۔اس نے مجھے بہت روکا تھا ظہور سے شادی مت کرو مگر میں نے اسکی ایک نہیں سنی۔اب ہم اسی کے پاس جائیں گیں کیونکہ کم از کم وہ تو مجھے یوں دھوکہ نہیں دے گی جیسے تمہارے باپ نے دیا ہے۔''تھکے ہوئے لہجے میں جیسے وہ خود کا ہی مذاق اڑا رہی تھی۔

''آپ اب تک کیوں تھیں میرے ڈیڈی کے ساتھ۔''فاطر چیخ نہیں رہا تھا مگر اس کے باوجود لہجہ بھی کچھ خوشگوار نہ تھا۔''پہلے کیوں نہیں چھوڑ دیا؟''صدیقہ نے سوٹ کیس میں کپڑے تہہ کرتے اسکی طرف پیٹھ کی رکھی۔

''تم میرے بیٹے ہو، میں تمہاری بیٹی نہیں جو تمہیں جواب دہ ہوں۔''فاطر ایک دم غصہ میں آگے آیا اور ماں کے سامنے بیڈ پر چڑھ کر انہیں اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کیا۔

"آپ کو بھی تو فائدے چاہیے تھے نا میرے ڈیڈی سے۔" آنکھوں میں کچھ ٹوٹنے کو بچانے کی خواہش تھی۔ وہ ننھا لڑکا اپنے ہاتھوں میں ٹوٹے گھر کی کرچیاں لیئے ماں کی طرف مدد کی نیت سے دیکھ رہا تھا۔

صدیقہ نے نظریں چرا لیں۔ "اگر وہ مجھے دھوکہ نہ دیتا تو میں آگے بھی رہ لیتی مگر میں یہ ظلم برداشت نہیں کرونگی۔" فاطر نے ماں کا جھکا چہرہ ہاتھ کی مدد سے اٹھایا۔

"مگر ڈیڈی ایسے نہیں ہیں۔"

"مجھے بھی یہی خوش فہمی تھی۔" کب سے روکے آنسو اس بچے کی نگاہوں سے بہتے گال پر بکھر گئے۔ ٹوٹے گھر کی کرچیاں اب اسکے ہاتھوں کو زخمی کر رہیں تھیں۔ دھیرے دھیرے رستے خون سے پشت پھیرتے اسکی ماں نے پل بھر میں اسے اجنبی کر دیا۔

کیا گھر اتنے آسانی سے ٹوٹ جاتے ہیں؟

''آپ ان کے آنے کا انتظار تو کر سکتی ہیں نا، وہ آنسہ (میم) جھوٹی ہے اومی۔''

صدیقہ نے جواب نہ دیا۔ بس اپنا چہرہ اسکے ہاتھوں سے چھڑواتے کمرے کے سنگھار میز پر رکھی چیزیں سمیٹنے لگی۔

''ہم ڈیڈی کے دفتر چلتے ہیں اومی۔'' اس نے نیا حربہ آزمایا۔ اب وہ ماں کی کہنی کے ساتھ لٹکا گھر میں آگے پیچھے جھول رہا تھا۔

''ڈیڈی ایسے نہیں ہیں۔'' ماں کی ٹانگ سے لپٹا کچن میں رل رہا تھا۔

''امی۔۔۔ وہ ایسے نہیں ہیں۔'' باتھروم کے بند دروازے کے باہر کھڑے دفاع کیا۔

www.novelsclubb.com

''امی۔۔ ان کا انتظار کر لیں۔'' کافتان کے کنارے کو اپنی طرف کھینچتے دروازہ کے سامنے کھڑی ماں کی منت کی۔

صدیقہ کا دل پتھر تھا یا پتھر ہو گیا تھا جو اس نے اپنے روتے دہائی دیتے بچے کو نہ روکا، نہ ٹوکا اور دلاسہ تو بلکل نہیں دیا۔

بچے کا آنسو بہا کر گلہ بیٹھ چکا تھا۔

باپ کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔

ماں گھر چھوڑ کر جا رہی تھی۔

بہن تو ہمیشہ سے ہی پرائی تھی۔

اس نے تب تک ان کی منت کرنا نہیں روکی جب تک وہ گھر کی دہلیز کو پار نہیں کر گئیں۔ نہ وہ اسکے لیئے رکیں، نہ فاطر ان کے ساتھ گیا۔ گھر کی چھوکٹ کے پار ایک نئی زندگی تھی.... جس میں فاطر کا باپ نہیں تھا اور جس زندگی میں فاطر کے باپ کا ساتھ نہ ہو اسے وہ زندگی قبول نہیں۔

گیارہ سال کی عمر میں اس نے کچھ اہم اسباق سیکھے۔

دنیا میں کوئی کسی کا انتظار نہیں کرتا۔

سب کو سب سے فائدے چاہیے۔

ایک عورت ہی دوسری عورت کی سب سے بڑی دوست ہوتی ہے اور عورتوں سے زیادہ خود غرض کوئی نہیں ہوتا۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب منصف

انکی اس قلعہ میں پہلی رات تھی۔ ہر طرف اندھیرے اور خاموشی کا راج تھا۔ جلتی مشعلیں اگر راہداریوں میں نہ ہوتی تو یقیناً ہر شے سیاہ لگتی۔

اسی سیاہی میں ملکہ کے دروازے کی جانب قدم بڑھاؤ۔ جہاں محافظ گل جان کرسی پر بیٹھی اونگھ رہی تھی۔ راہداری آگے پیچھے سے خالی تھی اور تن تنہا وہ کرسی پر گردن ڈھلکائے بے سدھ تھی۔

کچھ دیر یونہی منظر ساکت رہا، گل جان کے دھیمے خراٹے اور آگ کے جلنے بجھنے کی آواز آتی رہی جب دھیرے سے ملکہ کا دروازہ کھلا۔ وہ قدیم طرز پر بنا دروازہ تھا جس کی دڑار میں پتلی ڈنڈی سی ڈال کر کنڈی کھولی جاتی تھی۔ کنڈی کھلنے کے بعد کچھ لمحات خاموشی رہی۔ جب کھولنے والے کو یہ یقین ہو گیا کے راستہ صاف ہے تو آہستہ سے بھاری دروازہ کھولا۔

www.novelsclubb.com

المیرا نے اچانک ہی باہر گردن نکالی، کھلے دروازے سے اسکا جھانکتا سر اگر کوئی اندھیرے میں دیکھ لیتا تو یقیناً تین دن بے ہوشی سے ہی نہ نکلتا۔ المیرا نے گردن پھیری، گل خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ بیچاری تھک گئی ہو گی۔

بغیر آواز پیدا کیئے المیرا نے دھیان سے دروازہ بند کیا اور لالٹین والے ہاتھ کو باہر نکالا۔ خاموشی سے چلنا اسکے لیئے بہت مشکل تھا۔ ابھی تین قدم ہی بڑھائے تھے کے کندھا پوری قوت سے دیوار سے جا لگا۔

سسکی دانتوں تلے روکتے وہ ایک چھلاوے کی طرح راہداری میں پلٹ گئی۔ دبے قدموں ایک راہداری سے دوسری اور دوسری سے تیسری۔ لاٹین کی روشنی اسکے پر کھوج تاثرات کو ابھارے ہوئے تھی۔ سبز سنہری آنکھوں میں کہیں کہیں خوف تو تھا ہی مگر راز کے افشاں ہونے کا اشتیاق اس کھوج کو پسِ پردہ ڈال رہا تھا۔

سیڑھیاں اترتے اسکا پورا وجود یک دم چوکنا ہو گیا۔ سامنے ہی راہداری کے بائیں جانب کو جاتی سیڑھیاں تہہ خانے کی طرف تھی۔ آگے پیچھے دیکھتے وہ اب دھیان سے قدم اٹھانے لگی۔ دل کی دھڑکنیں خوشی سے جھوم رہیں تھیں۔ اکیلے ادراک کا مزہ ہی کچھ اور تھا۔

شال کندھوں پر درست کرتے اسکے ریشمی بال چلنے کے باعث ہل رہے تھے۔ تہہ خانے کے راستے پر رکتے اس نے لالٹین کی مدد سے اپنی منزل کو دیکھنا چاہا۔ آگے گپ اندھیرا اور گہرے راز۔

المیرا کا دل یہاں آکر پل بھر کو گھبرایا۔ خوف اور ڈر کو نگلتے اس نے خاموش دھیرے قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھائے۔

پہلے ایک، پھر دو پھر تین اور چھوتی سیڑھی کے بعد۔

"المیرا؟" حلق سے بلند چیخ برامد ہوتی رکی۔ بروقت اگر وہ اپنا منہ نہ ڈھانپتی تو یقیناً مردہ کفن سے جاگ جاتا۔

www.novelsclubb.com

ماتھے پر آئے پسینے کو نظر انداز کرتے اس نے گہرے سانس لیئے۔ دل اتنی زور سے دھڑکا تھا، ایک ننھا منا دل کا دورہ تو آ ہی گیا ہو گا۔

پلٹتے ہوئے اسکے انداز میں طیش اور آنکھوں میں بیزاری تھی جو سامنے والے کو دیکھتے آہستہ سے بجھ گئی۔ پیٹھ پر ایک ہاتھ رکھے وہ اب دیوار سے ٹیک لگائے کچھ پر سکون ہوئی۔ صد شکر فاطر نہیں تھا ورنہ ابھی سچائی پر چار صفحوں کا گیان دے ڈالتا۔

"تو تم ہو۔" دبیر چار سیڑھیاں اترتے اب بند آنکھوں سے اطمینان بخش سانس لیتی المیرا کو دیکھ رہا تھا۔

"موت کا فرشتہ نہیں آیا ابھی۔" موت کے فرشتے سے اس کی کیا مراد تھی المیرا بخوبی سمجھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"وہ آتا تو شاید میں ڈرتی نہ مگر تم سے تو (کانوں کو ہاتھ لگایا) اللہ بچائے۔"

"کہاں جا رہی تھی؟" دبیر نے لمحہ ضائع کیئے بنا سوال کیا۔

"اپنے عاشق سے ملنے۔"

"مگر فاطر تو اوپر آٹا گوندھ رہا ہے۔" دبیر نے جتنے بے تکلف انداز میں کہا المیرا کی دل کی دھڑکن اس سے کہیں گنا تیز تحریک دہ انداز میں دھڑکی۔ دیوار سے لگی وہ کچھ دیر تک بولنے کی صلاحیت سے محروم رہی۔ چہرے کا رنگ نچڑ کر گالوں کی لالی بن چکا تھا۔

"بلش کروانے کا طریقہ تھوڑا کیزول (casual) ہے۔" مسکرا کر کہتے اس نے ماحول کا تناؤ کم کرنا چاہا۔

"کہاں جا رہی تھی؟" وہی سوال دہرایا۔ آگے کی طرف جاتی المیرا سخت تیور لیئے اسکی طرف پلٹی۔

www.novelsclubb.com

"تم میری جاسوسی کر رہے ہو کیا؟"

"تہہ خانہ؟" اسکے سوال کو نظر انداز کرتے ایک نیا سوال کیا۔

''میں ملکہ ہوں، جہاں مرضی جاؤں۔'' گردن اکڑائی مگر مقابل بھی دبیر ڈھیٹ السازار تھا۔

''میں دیکھ چکا ہوں اس تہہ خانے کو۔'' المیرا نے ہاتھ ہوا میں بلند کرتے جیسے اسکے جاننے کو بے وقعت کہا۔

''اگلی مرتبہ مجھے بھی لے کر جانا۔'' نظریں ابھی بھی نیچے کی طرف کو جاتے اندھیری راہ پر مرکوز تھیں۔ دبیر کی واحد کوشش اس وقت المیرا کا دھیان اس تہہ خانے سے ہٹانے کی تھی۔

''کیوں؟ تم نے بھی اپنی آنکھیں سلوانی ہیں۔'' اور شاید وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو بھی گیا۔ تیزی سے پلٹتے المیرا عنایت محسن نے اسکے گنجے سر پر لالٹین کی روشنی ڈالی۔

المیرا کے چہرے پر ابھرتے سوالات کو سمجھتے دبیر نے خود ہی اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔ ''کوئی قاضی تھا نیچے، جھوٹا اور دھوکہ باز ہونے کی وجہ سے اسکی آنکھیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور ہونٹ سزا کے طور پر سل رہے تھے۔"المیرا نے حیرت سے واہوتے لبوں کو ہاتھوں سے ڈھکا۔پھر پلٹ کر اپنی منزل پر ایک نگاہ ڈالی۔چہرے کے اشتیاق میں کمی کے بجائے اضافہ ہو چکا تھا۔

"واپس آجاؤ۔کہیں تمہارا ابھی دھوکہ باز ہونے پر منہ ہی نہ سی ڈالے۔"سیڑھیوں پر بیٹھتے دبیر نے اسے مشورہ کم حکم زیادہ دیا۔لبوں کو ہاتھوں سے ڈھکے وہ ابھی بھی مسرور سے صدمے میں تھی۔

جلبیہ کی جیب سے قلم نکالتے دبیر اب اپنی لمبی انگلیوں میں گھماتے اسے سر اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔کچھ دیر وہ یونہی کھڑی مسکراتی رہی پھر ارادہ ترک کرتے دبیر سے دو سیڑھی نیچے جگہ سنبھالی۔اپنی قوت گویائی چھن جانے کے ڈر سے ہی اسے جھرجھڑی سی آئی۔

"تم کیا کر رہے تھے یہاں؟(المیرا نے ہاتھوں کو آپس میں رگڑا،یہاں اچانک ہی سردی سی ہو گئی تھی)کھاتے تو تم ہو نہیں جو میں کہوں یہاں چہل قدمی کر رہے

تھے۔" دبیر المیرا کے بجائے اپنے مصوری والے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ جگہ جگہ سے جلد ہمیشہ کی طرح غائب تھی۔

"تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے المیرا؟ کبھی کسی کو تنگ کرتی ہو تو کبھی کسی کی ذاتیات میں دخل دیتی ہو۔ تمہاری اصل خواہش کیا ہے۔" سنجیدگی کی ریکارڈ طور پر فارمنس دیتے دبیر السازار نے نیچے بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔ عورت نے بنا سوچے جھٹ سے جواب دیا۔ "پیسہ، شہرت، طاقت۔"

المیرا کا دائیں رخ روشنی سے منور تھا جبکہ باقی سارا گھپ اندھیرے کا حصہ تھا۔ دبیر کچھ دیر تک یونہی اسکے نیم رخ کو دیکھتا رہا۔ انگلیوں میں قلم ابھی بھی گھوم رہا تھا۔ "ان سب کا کیا کرو گی؟"

"خوش رہوں گی۔" کندھے اچکاتے اس نے یوں کہا جیسے دبیر کا سوال نہایت فالتو تھا۔

''ہمیشہ خوش کیسے رہو گی؟''گال تک پھیلے لب یک دم ہی مرجھا گئے۔چہرے کی ساری خوشی یک دم بجھ گئی۔چہرہ اٹھنے پر تمہیں اسکے تاثرات میں جعلی معصومیت دکھے گی۔

''تم بھی تو سال کے بارہ مہینے خودکشی کے موڈ میں رہ کر خوش ہوتے ہو۔پھر میں ہمیشہ خوش کیوں نہیں رہ سکتی۔''دبیر اسکی بات کا اثر لیئے بنا کہنی سیڑھیوں پر ٹکائے اسے دیکھتا گیا۔

''تو جب مر جاؤ گی تب ان سب کا کیا کرو گی؟''یہاں المیرا پھنسی تھی۔نہ اسکا کوئی مستقبل تھا اور نہ ہی اسکی کوئی آل اولاد تھی جسے بانٹے۔چہرے پر دبیر کی وجہ سے آنے والی خفگی کو قابو کرتے وہ ہمیشہ کی طرح اپنی فطرت ڈھانپ رہی تھی۔اگر اسکی آنکھوں میں غور کرو تو وہاں ایک آگ سی دکھے گی۔وہ آگ جو غصہ کو دبا کر رکھنے کے باعث ننھی چنگاڑیوں کی صورت میں بھسم کرنے کی منتظر ہو۔

"میں حال میں جیتی ہوں مستقبل میں نہیں۔میرا حال خوشحال ہو تو مستقبل ماضی کی پرواہ کسے۔" ساکت وجود کے ساتھ وہ بہت ضبط سے بولی۔

دبیر کے سوال آج رکنے نہیں تھے۔"حال میں ہی یہ سب اگر تم سے چھن جائے تو؟" المیرا کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ہاتھوں کی نسیں لمحے بھر کو ابھریں مگر اپنی شال سے انہیں ڈھانپ گئی۔المیرا کو چھپانا بخوبی آتا تھا۔

بہت دیر تک ملکہ اسے آنکھوں سے باور اکرواتی رہی۔دبیر اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔المیرا کے ذہن سے وقتی طور پر ہی سہی مگر تہہ خانے کا خیال رفو ہو گیا۔"مجھے یقین نہیں آرہا ایک ملحد مجھے اسلامیات سکھا رہا ہے۔" منہ پھلاتے جیسے اس نے اپنی حالت پر ترس کیا جبکہ اصل میں وہ دبیر کو اسکی معلومات ذہن نشین کروا رہی تھی۔

دبیر نے جواب نہ دیا تو المیرا نے موقع دیکھتے گفتگو کا پلڑا اسکے حق میں بھاری کیا۔"ویسے تم ملحد کب اور کیسے ہوئے؟" دبیر نے نظریں چراتے ہاتھ میں تھامے قلم کو

دیکھا۔ گرفت اتنی مضبوط تھی کے ارد گرد ہتھیلی سفید ہو چکی تھی۔المیرا اسکے ذخم ادھیڑ رہی تھی اگر وہ بھی اسے ایک ناسور دے ڈالے تو برائی کیا؟

"میرا تو چلو اپنے مقصد کو لے کر کچھ عمل نظر بھی آتا ہے مگر پر سوزو..... تمہارا تو کوئی آکشین بھی نہیں۔ تمہارا ک زندگی کا کیا مقصد ہے؟" ایک ہاتھ پر گال جمائے وہ اب اطمینان سے اسکی بے سکونی دیکھ رہی تھی۔

المیرا کا ضبط آنکھوں سے جھلکتا تھا دبیر کی برداشت اسکے لرزتے ہاتھوں سے نمایا تھی۔

"کیا کوئی مقصد ہونا ضروری ہے؟" بہت آہستہ سے مگر اس نے سوال کے بدلے سوال ضرور کیا۔المیرا کا قہقہ جاندار تھا۔دبیر کو اپنے اندر غصہ کی لہر بنتی محسوس ہوئی۔

"اگر کوئی مقصد نہیں ہے تو تم ایک فالتو شہ ہو (گھٹنوں پر کہنیوں کا زور ڈالتے وہ تھوڑا آگے جھکی) اور فضولیات کو جتنا جلدی دنیا سے نکال دیا جائے اتنا جلدی یہاں

پر گند صاف ہو گا۔" سرگوشی جس میں دبیر کی بے باکی پر نفرت اور خود کے ضبط کی بلندی سنائی دی۔ یک دم کھڑے ہوتے اس نے لالٹین اٹھایا اور لمبے مضبوط ڈگ بھرتی روشنی کو اپنے ساتھ لے گئی۔

اب منصف اعلی تھا اور گہرہ اندھیرا۔ اسکی ہاتھوں کی لرزش اب بدن تک سفر کر چکی تھی۔ دھیرے سے کھڑے ہوتے اسکی برابرہٹ در و دیوار نے سنی اور کان لپیٹ لیئے۔ "اصل گند تو تم ہو المیرا عنایت محسن۔" ہاتھ میں تھامے قلم کو پوری قوت سے دیوار میں بنے سوراخ میں دے ڈالا۔ قلم کی نوک کرچیوں کی صورت بکھری اور ایک پتلا بے رنگ مایا بہتا ہوا اینٹوں پر سے پھسلتا وہیں خشک ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

یہ زہر آگر آج وہ اس فالتو شہ کے خون میں گھول دیتا تو دنیا سے یقیناً بہت سی گندگی ضرور صاف ہو جاتی۔

★

اگلا دن

آخر کار مقابلے کی گھڑی آن پڑی۔

قلعہ میں آج کل کی نسبت زیادہ شور تھا شاید دونوں طرف ہی آگ برابر تھی۔

المیرا تمام اندیشوں کو سلائے آج اونچی ہستیوں کے ساتھ براجمان تھی۔

نگار، ادوب، کامل، بھمن سب اسکے دائیں بائیں بیٹھے تھے۔ قسمت سے انجان وہ سب تھے مگر قسمت کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بدلنے کے وہ سب دعویدار تھے۔

فاطر، گل اور دبیر آج کہیں پس منظر میں رہ گئے۔ سفید کا مدار لباس والی ملکہ کو دیکھتے آج انہیں یوں لگا جیسے المیرا کبھی ان میں سے تھی ہی نہیں۔

جیسے ہی وہ تینوں باغی ہوئے المیرا ان کے بجائے ایسے لوگوں کو لے آئی جو اسکی سنتے ہوں۔ باقیوں کا تو علم نہیں مگر یہ تبدیلی فاطر اسلام کو ضرور چبھی تھی۔

وہی ہال جس میں کل دنگل ہوا تھا اب وہیں نشانے اور جھنڈے لگائے مقابلے کا میدان بنایا گیا تھا۔ پہلا مقابلہ تحفظ کا تھا۔

زندگی کے اس سفر میں کونسی جنس زیادہ تحفظ فراہم کرے گی۔اہداف مقرر ہو چکے تھے، کھلاڑیوں نے جگہ سنبھال لی تھی۔دونوں گروہ کے لیے تین حدف طے شدہ تھے۔مردوں اور عورتوں کو الگ کرنے کے لیے رسی کا استعمال کرتے حد پھیلائی ہوئی تھی۔

مقابلہ تیر اندازی کا تھا۔مصر کی طرف سے گل جان بھی اپنا تیر کمان سنبھالے میدان میں اتری ہوئی تھی۔

(''جب وہ تمام مرد باآسانی مان چکے تھے تو پھر یہ بغاوت کی ہوا کس نے دی ہے۔''غضیل دھاڑ تہہ خانے کی در و دیوار میں ثبت ہوئی۔ماہِ نگار کرسی کا سہارا لیئے بمشکل کھڑی تھی۔اسکا وجود ضبط کی انتہا سے کانپ رہا تھا۔)

فاطر نے آسمان کا رخ کرتے سرخ جھنڈی بلند کی۔اپنی جگہ پر جامد کھڑے مقابلہ بازوں نے تیر کمان سے آزاد کر دیئے۔ایک ساتھ چھ تیر اپنے اپنے حدفوں کا کپڑا چیرتے نشانے تک گئے۔

(”میں نے اکسایا ہے انہیں۔“ نگار کا جلتا وجود یک دم شانت ہوا۔ چہرے کی الجھن میں کمی آئی اور گردن پھیر کر پیچھے سے آنے والی ہستی کو دیکھا۔ سفید لباس میں چل کر آتی ماہِ کامل کے چہرے پر سے مسکراہٹ غائب تھی۔)

جتنی دعائیں آتی تھیں.... گل نے دل ہی دل میں سب کا ورد کرتے اپنے نشانے پر نظر ڈالی۔ اسکا تیر نہایت ہی بے ڈھنگے انداز میں حدف کے شمالی مشرق کنارے پر برائے نام ہی پیوست تھا۔

مایوسی سے کندھے خود بخود جھک گئے۔

(نگار کے جبڑے تن گئے۔ ”کیوں؟“ یک لفظی سوال۔ ماہ کامل کے قدم عین اس سے چھ انچ کے فاصلہ پر رکے۔ اپنی سنہری آنکھیں نگار کی نیلی سیاہ آنکھ میں ڈالے وہ بہت بے خوفی سے بولی۔ ”جب مجھے میری خواہش کی چیز نہیں ملے گی تو میں یہاں کسی کو بھی پر سکون نہیں رہنے دونگی۔“)

گہرے سانس لیتی گل نے ذہن میں اپنی مشق دہرائی۔ پیچھے کھڑی کماری نہایت خاموش تھی۔ دبیر کی بہن نہ ہو تو۔

ایک مرتبہ پھر خادم خاص نے جھنڈا بلند کیا۔ ایک ساتھ چھ تیر کمان سے جدا ہوئے اور ایک مرتبہ پھر گل جان کا نشانہ چوک گیا۔ پچھلی بار تو حدف کو چھو گیا تھا اس بار تو ایک قدم کی دوری پر ہی ڈھے گیا۔

اسکے حوصلے بھی ڈھے گئے۔

(بہت سے غصہ پیتے نگار نے انگلی اٹھاتے تنبیہہ کی۔ "تمہارا معاملہ جس سے ہے اسے ستاؤ۔ میرے فرائض میں دخل اندازی دینے سے گریز کرو۔ اسی میں ہم سب کی بہتری ہے۔" کامل نگار کے الفاظ سے کچھ خاص متاثر نہیں لگی تھی۔)

آخری موقع، آخری تیر۔

جھنڈا بلند ہوا، امید پھر سے باندھی گئی، تیروں نے فضا میں سفر کیا۔

جھنڈا جھکایا گیا، آنکھ کی مدد سے اپنے نتیجہ پر غور کیا۔

آس پاس عورتوں کا شور بلند ہوا جبکہ گل جان کے کان ہر سماعت سے عاری ہو گئے۔ اسکا تیسرا تیر نشانہ کے بلکل درمیان سے چار انچ کے فاصلہ پر لگا تھا۔ وہ خوش ہوئے کے عورتیں جیت گئیں ہیں یا اداس ہو کے وہ ہار گئی ہے۔

(کامل نے ایک ادا سے سر تا پیر اسے دیکھا۔ ''تمہیں واقعی لگتا ہے تم مجھے روک لو گی۔'' دونوں کے درمیان کرسی حائل تھی۔ جب کامل کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھتے کافتان والی بڑھیا کی جانب جھکی۔ ''میرے ایک اشارہ پر تمہیں مارنے سے پہلے یہاں کوئی ایک لمحہ سوچے گا بھی نہیں۔'' آنکھوں میں کاٹ تھی، لہجہ بہت دھیما تھا۔

ماہِ نگار کے پہلو میں گرائے ہاتھ بھینچ گئے۔)

"کیا فائدہ تمہارے اتنے دن کی محنت کا گل جب تم نے ہار کر ہی آنا تھا۔ ناک کٹوا دی میری۔" ملکہ کی حفاظت کے مقام پر واپس کھڑے ہوتے المیرا نے گل کے زخموں پر نمک چھڑکا۔ وہ جو پہلے ہی شرمندہ تھی کچھ مزید پانی میں ڈوب گئی۔

"اسکی باتوں پر کان مت دھرنا گل۔ تم نے محنت کی یہی بہت ہے۔" المیرا کے سامنے پانی کا مٹکا رکھتے فاطر سر اٹھا کر گل کو دیکھتے زرا سا مسکرایا۔ المیرا اندر تک سلگ گئی۔

یہ مقابلہ عورتیں جیت چکی تھی۔ تینوں مردوں میں سے کسی ایک نے عین درمیان پر نشانہ نہیں لگایا جبکہ گل کو نکالتے باقی دونوں منجھی ہوئی کھلاڑیں تھیں، ان کے تینوں تیر عین درمیان میں لگے۔

زندگی کے سفر میں عورتیں حفاظت فراہم کریں گیں۔

★

دوسرا مقابلہ سلیقے کا تھا۔

کون ضروریاتِ زندگی کی راہ میں بہتر طور پر ایک دوسرے کی نمائندگی کر سکتا ہے۔

انہیں مقابلے کے درمیان کچھ وقت آرام کا دیا گیا تھا اور اسکے بعد پھر سے قلعہ میں ہمت اور طاقت کا ماحول پھیل گیا۔

یہ قلعہ میں موجود باورچی خانے کا منظر تھا جہاں اس وقت مختلف دیگیں اور پکوان چھولوں اور لکڑیوں پر چڑھے تھے۔ باورچی خانے کی ایک طرف پردہ لگا کر گودام بنا رکھا تھا۔ اسی گودام میں اس وقت مختلف لوگ باہر آجا رہے تھے۔

ملکہ ماہ ابھی بھی باہر اپنے تخت پر موجود فاطر سے پھنکا جھلوا رہی تھی۔ جبکہ اندر متضاد گروہ ایک دوسرے کو کھانے کے مقابلے میں ہرانے کی تیاری میں جتے تھے۔

دونوں میں سے جو قلیل وسائل میں بہترین پکوان بنائے گا جیت کا تاج اسکے سر پر سجایا جائے گا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وقت کچھ گھنٹوں کا تھا، وسائل معمولی تھے، آوازیں اونچیں اور عوام کی تعداد کثیر۔

"کیا لگتا ہے کون میدان مارے گا؟" المیرا نے اپنے سر کے قریب کھڑے فاطر سے سوال کیا۔ باقی لوگ وہاں سے ہٹ کر اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو چکے تھے۔

فاطر جو پہلے ہی ناپسندیدگی سے ملکہ کی خدمت کر رہا تھا کچھ اور سلگ سا گیا۔ چہرہ پوری طرح پھیرتے اسکے ہاتھ سستائے۔ "دو دن رہ گئے ہیں تمہارے پاس۔" المیرا کی مسکراہٹ پھیکی ہوئی۔ ایک تو اس مرد کی سوئی جہاں اٹک جائے وہاں سے ایک دو سکینڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔

www.novelsclubb.com

المیرا نے اپنا پلو درست کرتے کچھ کڑوا کہنے کو منہ کھولا جب سامنے سے آتی ماہ کامل پر نظر پڑی تو وہ رک گئی۔ چھوٹا محسوس ہونے کا وہ احساس ایک مرتبہ دوبارہ سے المیرا پر غالب آیا۔

کامل نے سامنے کھڑے ہوتے تعظیم دی تو المیرا نے اسے کچھ فاصلہ پر رکھی گدیوں کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں متاثر ہوئی ہوں ملکہ اور آپ کے عقل و شعور کو داد دینے آئی ہوں۔" المیرا نے گردن کے خم سے اسکی داد وصول کی۔

"یعنی کہ میں نے ایک مرتبہ مزید آپ کو چونکا دیا۔" دونوں عوتیں ایک ساتھ قہقہ لگا کر ہنسیں۔ المیرا اسکے انداز کی نقالی کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"پچھلے کھیل میں تو میرے لوگ بری طرح ہارے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہم اس میں کسی بھی قسم کی حوصلہ شکنی سے کام لیں گیں۔" فاطر لاتعلقی سے اپنا کام کر رہا تھا۔

"دھمکی دینے آئی ہو؟" المیرا نے آبرو اچکائی۔

"بہنوں میں بھلا کیا دھمکی المیرا۔" زبردستی کھڑے فاطر اسلام کو زبردست حیرت کا جھٹکا لگا۔ لب آدھ وا کھلے رہ گئے جب اس نے دور بیٹھی عورت کو دیکھا۔ یہ اسے المیرا کا اصل نام کیسے معلوم۔

"تم نے نگار کو ایک مرتبہ مزید منا لیا۔ آج سے پہلے میں نے اتنی جرائت منداور حاضر دماغ ملکہ ماہ نہیں دیکھی۔ ماضی کے پنوں میں تمہارا نام یقیناً جلی حروف میں درج کیا جائے گا۔" ہاتھوں کو باہم ملاتے اس نے المیرا کی شان میں تعریفی کلامات کہے۔

وہ جو ہمیشہ ہی موقع کی تلاش میں ہوتی ہے کامل کی بات پر جتاتی نگاہوں سے اپنے خدمت گزار کو دیکھا۔

تبھی ارد گرد شور سا بلند ہوا۔ یقیناً حریفوں نے اپنے اپنے پکوان تیار کر لیئے تھے۔ کھڑی ہوتی ملکہ کے ارد گرد تین چار سپاہیوں سمیت گل جان نے تحفظ دیا۔ زہر والے واقع کے بعد سے سلطنت والے اپنی ملکہ کو لے کر مزید محتاط ہو چکے تھے۔

کچھ دیر میں منظر تبدیل ہوا۔

ایک قطار میں رکھی میز پر ایک طرف اونچی ہستیاں بیٹھی تھیں جبکہ دوسری طرف منتظر نگاہوں سے انہیں دیکھتے دونوں گروہ کے کچھ لوگ۔

باری باری ان پانچ ہستیوں نے نوالے توڑے جس میں سب سے آخری نوالہ ملکہ کا توڑا گیا۔

خواتین اور مردوں دونوں نے پورا پورا بکرہ مسائلہ جات کی مدد سے پکایا تھا۔دو مختلف برتنوں میں ایک ہی طرح کے کھانے متضاد طرز میں پیش کیئے تھے۔

خواتین کا یوں تھا جیسے سر سے اتارا گیا ہو جبکہ مردوں نے سبزیوں اور سلاد کی مدد سے گوشت سجا کر پیش کیا تھا۔

ظاہری شکل سے تو ایک کی جیت واضح تھی، زبان میں گھلتا ذائقہ اب حتمی فیصلہ کرے گا۔

ایک طرف کو پشت پر بندھے ہاتھوں سے کھڑا ذبیح اللہ خاموشی سے سب کی شکلیں دیکھ رہا تھا۔ کبھی باورچی خانے کی شکل بھی نہ دیکھنے والی عورتوں نے خدا جانے کیا کارنامہ بنایا ہو گا۔

بھمن، کامل اور ادوب کے تاثرات تو شفاف تھے کہ انہیں کس کی محنت نے متاثر کیا ہے۔ کچھ لمحات بعد نگار بھی اپنے تاثرات سے فیصلہ سنانے کی منتظر لگتی تھی .....اصل کشمکش تو ملکہ کے چہرہ پر تھی۔

پیشانی پر لکیریں اور بگڑے ہوئے تاثرات۔ المیرا نے دو بار عورتوں کے بنائے گوشت کا نوالہ حلق میں اتارا۔ کچا، بدبودار اور بے انتہا نمکین۔ اسے متلی آئی مگر انا اتنی اونچی تھی کے وہ زن ذات کی نالائقی ماننے پر متفق بلکل نہ تھی۔

"ملکہ!" کوئی سات منٹ تک اسکا انتظار کرتے رہنے کے بعد نگار کی بغل میں بیٹھی ادوب نے جھکتے ہوئے المیرا کو مخاطب گیا۔

فیصلہ کا مرحلہ کٹن تھا، کئی نگاہیں اسکے چہرہ کا رقص کر رہیں تھیں۔ ملکہ کے اشارے پر باقیوں نے اپنی رائے دی۔

''میرا خیال ہے یہ مقابلہ مردپوری ایمانداری کے ساتھ جیتے ہیں۔ان کا بنایا پکوان ذائقہ اور شکل دونوں میں بہترین ہے۔'' بھمن کی رائے کو بہت سی عورتوں نے ہوا میں مکھی کی طرح اڑادی۔

''محنت تو دونوں نے خوب کی ہے، مگر یہ بازی یمن لے گیا ہے۔'' ماہِ کامل کی مسکراہٹ پر کئیں لوگوں نے اپنے دلوں کی دھڑکن کو تھاما۔

''اگر مصر کی عورتیں تحفظ دینے میں آگے ہیں تو یمن کے مردوں کے سلیقہ کا کوئی ثانی نہیں۔'' ادوب کی غیر جانبدارانہ رائے۔

''یہ کام عورتوں کے کرنا کا تھا بھی نہیں۔اگر انہیں نہیں آتا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ مردان کی خدمت کرے گیں نا۔'' نگار کے فلسفہ پر یمن کی طرف سے ہلکا سا شور بلند ہوا جو سپاہیوں کی بھاری چاپ نے خاموش کروادیا۔

اب باری آخری اور سب سے اہم رائے کی تھی۔

تمام نگاہوں نے المیرا کو گھیر لیا۔ وہ ظاہر نہیں کرے گی مگر سچ بولنا اس وقت اسکے لیئے بے انتہا مشکل ہو رہا تھا چناچہ اس نے وہی کیا جس میں وہ ماہر تھی۔

گلہ کھنکارتے اپنی جگہ پر سے بلند ہوئی۔ ”میں شکر گزار ہوں دونوں ممالک کا جنہوں نے اس مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مجھے آپ لوگوں کے اعتماد نے متاثر کیا ہے مگر دن کے اختتام میں ہر جنگ کا ایک فاتح ہوتا ہے اور ایک کو شکست ملتی ہے۔“ ملکہ کی کرسی کے پیچھے کھڑے فاطر نے بے دلی سے پہلو بدلا۔ یہ لمبی تمہیدیں اسے ہمیشہ سے ناپسند تھیں۔

www.novelsclubb.com

”مگر اس بار ایسا نہیں ہو گا۔“ گردنوں کے چٹخنے کی آوازیں اتنی اونچی تھیں کے المیرا کو کچھ دیر کے لیئے اپنا جملہ بیچ میں روکنا پڑا۔ گہرا سانس لیتے اس نے ایک ساتھ اپنے خوف کو آزاد کیا۔ اس قلعہ میں قید ہونے کے بعد سے اسے قدم قدم پر ڈر لگتا تھا یا شاید یہ تخت کا نشہ تھا جو اسے خوف زدہ رکھے تھا۔

"اس جنگ میں کوئی فاتح یا جواری نہیں بلکہ دونوں رفیق ہیں۔دونوں ہی کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔کوئی کسی سے برتر یا کم تر نہیں۔"الجھن کے بجائے زیادہ نگاہوں میں بے چینی تھی۔یہ المیرا کون سی زبان بول رہی ہے۔اطمینان بس ادوب کے چہرے پر چمک رہا تھا۔

"مردوں کو تحفظ لینے کے لیئے کسی کا ساتھ چاہیئے.....عورتوں کو زندگی میں سلیقے کے لیئے کسی کی ضرورت ہے۔"باری باری دونوں طرف اشارہ کیا۔"تن تنہا زندگی کے سفر میں کئی مرتبہ دونوں گریں گیں،ڈگمگائے گیں مگر ایک ساتھ.....ایک ساتھ دونوں ایک دوسرے کا سہارا بنیں گیں۔"فاطر نے زرا سی گردن آگے کرتے سامنے کھڑے عورت کو دیکھا۔یہ کون سی المیرا بول رہی ہے۔

"کیا آپ سب میں کسی کو یہ خیال نہیں آیا کے یہ مقابلے کیوں منعقد کروائے ہیں۔"ارد گرد ہولناک سناٹا رہا۔"ان مقابلوں کی وجہ یہ ثابت کرنا تھی کے مرد اور عورت ایک ساتھ مکمل ہیں،انہیں اپنی زندگی چلانے کے لیئے نہیں گزارنے

www.novelsclubb.com

کے لیئے ایک دوسرے کی کوتاہیوں اور کمیوں کو پورا کرتے اپنے ساتھی کی طاقت اور قوت کا استعمال کرنا ہے۔" چہروں کے بدلتے تاثرات سے ملکہ یہ اندازہ کر سکتی تھی کے عوام کو اسکی بات کس حد تک سمجھ آ رہی ہے۔

"بطور ملکہ میرا حتمی فیصلہ یہی ہے کے مقابلے میں دونوں سکندر ٹھہریں ہیں۔ یہاں کوئی کسی کا غلام نہیں، نہ کوئی کسی پر حاکم ہے۔ ہم دونوں ممالک میں برابری کا تعلق قائم کرنے جا رہے ہیں تو بہتر یہی ہو گا اپنے آپسی اختلافات اور تنگ نظری کو گہری نیند سلا کر ایک کونے میں لٹا دیں کیونکہ شادی کی رسومات کا آغاز کل سے پورے زور و شور سے ہو گا۔" اسی کھڑی حالت میں اپنی کرسی دکھیلتے وہ ایک طرف سے ہوتے اپنے حجرہ کی طرف بڑھ گئی۔ فاطر اور گل اسکے ساتھ ساتھ تھے جبکہ پیچھے رہ جانے والے امراء کے تاثرات اختلافی تھے۔

نگار بھونچکا تھی، ادوب مطمئن، کامل متاثر اور بھمن بے یقین۔

المیرا سنتی نہیں سناتی تھی، اور یہ بات آج اس نے بیچ مجمع میں ثابت کر دی۔

www.novelsclubb.com

★★★★

www.novelsclubb.com

باب محافظ

دھول اڑاتی کتابوں کے بیچ کھڑے وہ تینوں سوال کے ایک ہی بھنور میں قید تھے۔

''آخر المیرا نے یہ سب کیا کیوں؟''ان کے ذہن کی الجھنوں کو محافظ خاص نے جملے کی شکل دی۔ قلعے کی دوسری منزل پر موجود یہ کتب خانے کا ایک قدرے تنگ مگر کتابوں سے بھرپور کونا تھا۔ دو الماریوں سے دبیر اور گل جان ٹیک لگائے آمنے سامنے کھڑے تھے جبکہ فاطر اسلام ان سے کچھ قدموں کی دوری پر موجود کتابیں کنگال رہا تھا۔

''المیرا چونکا دینے والا ایک ننھا بمب ہے۔ اسکے ارادوں کی کبھی کسے بھنک بھی پڑی ہے۔'' تلخی سے کہتے فاطر اسلام نے دو بھاری کتابوں کی گرد جھاری۔

گل جان کا چہرہ لٹک گیا۔ ''مگر ہم ایک ٹیم ہیں۔''

''ٹیم؟'' گردن پھیرتے اس نے طنزاً قہقہہ لگایا۔ ''صبح بخیر گل بی بی ہم کبھی اس مغرور ملکہ کے ساتھی نہیں تھے۔ اس نے ہمیں بلا معاوضہ غلام سمجھ رکھا تھا جنہوں نے ذرا اپنا حق کیا مانگا پلک چھپکنے سے پہلے انہیں بدل بھی دیا گیا۔'' اس بیزار کوے کی کائیں کائیں آج کچھ زیادہ کانوں کو چبھی تھی۔ ایک تو ہمیشہ کی تلخ زبان اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سونے پر سہاگہ آج المیرا پر آئے نئے سرے سے غصے نے اسکو کچھ مزید بڈھے کھڑوس دادا کا روپ دے ڈالا۔

"ایک تو اس نے کسی سے ملنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔" کچھ دیر پہلے ہی وہ مایوس ہو کر المیرا کے دروازے کے باہر سے لوٹے تھے۔ اگر نگار کو بھنک بھی مل گئی کے محافظ ملکہ کو چھوڑے کہاں گھوم رہی ہے گل جان کی دونوں ٹانگیں کاٹ کر ہاتھ میں دے گی۔

"ابھی لوہے پر ضرب تازہ ہے کچھ دیر میں دونوں طرف بغاوت کا شور نئے سرے سے بلند ہو گا، مجھے نہیں لگتا اب المیرا مزید کوئی جھوٹ بول سکتی ہے۔" گل کی رائے پر کتابیں اٹھا کر لاتے فاطر نے انہیں پٹخ کر چھوٹے میز پر رکھا۔ کتابوں کی بے دردی نے گل جان کا دل دہلا دیا۔

''وہ المیرا ہے۔ شیطان توبہ کر سکتا ہے مگر وہ عورت نہیں۔'' سر جھٹکتے فاطر نے غصہ سے صفحات پلٹنا شروع کیئے۔ ترک لڑکی بمشکل فاطر کو ڈانٹنے سے خود کو روک رہی تھی۔ ہر بلند ہوتے صفحے پر اسے اپنی دل کی ایک رگ کٹنے جتنا درد ہوتا۔

''ان کتابوں میں کچھ نہیں ملے گا سیدی (صاحب)۔'' پورے دورانیہ میں دبیر السازار کا پہلا جملہ۔ فاطر نے ایک بے نیاز نگاہ اس پر ڈالتے مفت کے مشورے کی وضاحت مانگی۔

''ہم پرائے ملک کے کتاب گھر میں ہیں۔ تمہیں یہاں اپنے ملک کے متعلق معلومات نہیں ملے گی۔'' اس میں اور المیرا میں بس اتنا فرق تھا کہ المیرا پورے جوش سے حکم سناتی تھی جبکہ دبیر غیر دلچسپی سے۔

سننے کی عادت ان چاروں میں سے کسی کو نہیں تھی۔

''ملک الگ ہے، دنیا تو نہیں نا۔ میں واپس اپنی دنیا جانا چاہتا ہوں پھر چاہے ملک کون سا بھی کیوں نہ ہو۔'' مصروفیت سے کہتے وہ دوبارہ کاغذات پر ظلم کرنے لگا۔ گل

جان اپنی انگلیوں کے گرد جلد کو کھرچتے چہرہ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔ یہ ظلم وہ مزید نہیں سہہ سکتی۔

مایوس ہوتے فاطر نے ایک ہنکار بھری۔ کتابوں کو وہیں چھوڑتا وہ شاہی لائبریری کے ایک دوسرے علاقہ کی طرف بڑھا تھا جب کچھ آوازوں پر اسکے کان کھڑے ہوئے۔ قدم خود بخود آہستہ ہوتے آواز کے راستہ کا تعین کرنے لگے۔

کھٹ پھٹ.....یوں جیسے بھاری ڈبے اٹھائے جا رہے ہوں۔ اوپر نیچے جاتی لکڑی کی الماریوں سے گول اور تہہ شدہ کاغذات کتابوں کے ساتھ باہر کو آ رہے تھے۔

احتیاط سے ادھر ادھر دیکھتے اس نے ناپ تول کر قدم اٹھائے۔

ٹخنوں کو چھوتے سیاہ جلبیہ کے بازو کہنیوں تک موڑے ہوئے تھے۔ بھورے بازوؤں پر ابھی بھی زخموں اور خراشوں کے نشان واضح تھے۔(اکڑو آدمی نے پلستر بھی تین دن ٹکنے نہیں دیا)۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دو الماریوں کے بیچ بنی چوڑی راہداری پر خاموش کھڑے وہ دوبارہ سے آواز سننے کا منتظر تھا۔ گھنی بھونیں الجھ کر قریب آئیں۔ آنکھ کے نیچے نیل ابھی بھی کچھ واضح تھا۔ راہداری کے اختتام پر دیوار تھی پھر یہ آوازیں کہاں سے آئیں۔

کچھ دیر خاموشی رہی تو اس نے قدم اٹھانے کا سوچا۔ چمڑے کے جوتے میں قید دائیاں پاؤں ہوا میں بلند ہوا۔

''خادم خاص!'' فاطر ہڑبڑا کر پلٹا۔ زبان سے ہلکی سی چیخ بھی برآمد ہوئی۔ مدمقابل کھڑا شخص اسکے غیر ہوتی حالت دیکھ کر خود بھی گھبرا گیا۔

''لگتا ہے میں نے آپ کو ڈرا دیا۔'' ہلکے اناری رنگ کے ریشمی لباس میں کھڑی ماہِ کامل نے تفکر سے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔ اسکا سفید رنگ اس لباس کی وجہ سے کچھ مزید کھل سا گیا۔ سنہرے بالوں سے لگا ریشمی پلو پوری کمر کو ڈھانپے لباس کے اختتام تک بہہ رہا تھا۔

خود کو پرسکون کرنے کے بعد فاطر نے ایک مرتبہ دوبارہ آوازوں کی کھوج لگائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لبیائی ہو نا؟" کامل کے سوال پر اس نے ایک غیر دلچسپ نگاہ اپنی دشمن کی بہن پر ڈالی۔ ہاتھوں کی مدد سے وہ اب کتابوں کو ٹٹول رہا تھا۔

"ہماری دنیا کیسی لگی؟" ایک مختصر لمحہ کے لیے فاطر قسم کھا سکتا تھا کہ کامل نے اپنے لہجہ کی ہمدردی کھوئی ہے۔ وہ بجلی کی تیزی سے مڑا لیکن ملکہ کے چہرے پر ہمدردی کہ سوا کچھ نظر نہ آیا۔ کیا وہ فریب کھا رہا تھا؟ پہلے آوازیں اب یہ سوچ کہ اس کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

"کیا کسی کو ڈھونڈ رہے ہو؟" زرا سا جھکتے کامل نے معصومیت سے سوال کیا۔ فاطر اعتراف کرنا نہیں چاہتا تھا مگر کامل المیرا سے بہتر اداکارہ تھی اور اگر یہ اداکاری نہیں تھی تو یہاں موجود ساری عورتوں میں سے بس ایک اسی کے پاس دل تھا۔ (ادوب کو وہ المیرا کے پالتو میں شمار کرتا تھا)۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے میں نے کچھ آوازیں سنیں ہیں...وہاں۔" فاطر نے دیوار کی طرف اشارہ کیا۔اتنی دیر میں گل اور دبیر بھی وہاں آ چکے تھے۔ان دونوں کو دیکھتے وہ ان کی طرف بڑھا۔

"یہاں آوازیں آنا عام بات ہے۔" اس سے پہلے فاطر کچھ کہتا کامل نے بات کا آغاز کیا۔"آپ لوگوں کے آنے سے پہلے ان دونوں منزلوں میں بھی قیدی رہتے تھے۔ قلعہ کا کوئی کونا ایسا نہیں جہاں انسان نے دم نہ توڑا ہو۔ کبھی کبھار یہاں سے مرے ہوئے لوگوں کی دہائی سنائی دیتی ہے۔" وہ عام سے لہجہ میں انہیں غیر آرامدہ کر گئی۔

www.novelsclubb.com

"یہاں بھی جن بھوت ہوتیں ہیں۔" گل نے فاطر کے کندھے کے پار سے دبیر کو کہا۔

''میں دراصل یہاں خادم خاص کو تلاش کرتے آئی تھی۔''فاطر کے تنے تاثرات ڈھیلے ہوئے۔ہاں البتہ اسے یہ بات کھٹکی ضرور کہ ایک رانی تن تنہا ایک غلام کی تلاش میں کیوں نکلی ہے۔

''میں چاہتی ہوں تم المیرا تک میرا پیغام پہنچاؤ، مجھے اسے جلد از جلد بات کرنی ہے۔''

''اس نے سب سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔''فاطر کا لہجہ سادہ سا تھا۔کامل کے چہرے کی فکر اسکی صحافی فطرت کو ٹھٹک رہی تھی۔

''تمہیں نہیں کرے گی۔''کامل کی نظریں حوصلہ افزاں تھیں۔

''کیوں مجھ میں کونسے ہیرے لگے ہیں؟''رانی کامل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

''اس کی نظر سے خود کو دیکھو تو اپنی ہر ادا قیمتی لگے گی۔''شکی انداز سے دیکھتے مرد کے ماتھے کی شکنوں میں کمی آئی۔پیچھے کھڑی گل کی آنکھیں وا ہوئیں۔گالوں پر

ہاتھ رکھتے اس نے اشتیاق سے دبیر کو دیکھا۔ مردہ انسان نے کوئی اظہار نہ کیا۔ گل نے بدمزہ ہوتے اس پر لعنت بھیجی۔

"نے نہلسٹ!(Nihilist کہیں کا۔) "

کامل پر سرتاپیر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد بھی فاطر اپنی شک کی بنیاد نہیں ڈھونڈ سکا۔ شاید نہیں یقیناً اسے بہت سوچنے کی عادت ہو رہی تھی۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

نہ تھمائے گی اور نہ ہی ہچکچائے گی

مگر بربادی کی طرف قدم بڑھاتی جائے گی

کامل کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

المیرا نے فاطر سے ملنے سے بھی صاف انکار کر دیا۔

پچھلے پانچ گھنٹوں میں اپنے کمرے میں قید وہ نجانے کونسا چلا کاٹ رہی تھی۔اسکے دروازے پر ایستادہ گل جان نے جمائی روکتے اپنی بھاری ٹوپی درست کی۔اسکا لباس سنہری تھا۔ہلکے سفید رنگ کا ریشمی گھیرا اوپر سیاہ اور سنہری کا مدار واسکٹ۔کمر پر لٹکتا تیر کمان اور سر پر پہنی سنہری ٹوپی۔

دور سے آتی نگار کے ہمراہ حبتہ اللہ بھی تھا۔نگار کے لہجے میں طیش بلبلایا۔

www.novelsclubb.com

"ملکہ سے کہو، نگار ملنے آئی ہے۔" گل نے درباری کے انداز میں اونچی صدا لگائی۔ جواباً المیرا کا "ملکہ آرام کرنا چاہتی ہیں" کی آواز نے نگار کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر دیا۔

یہ اسکا المیرا کے کمرے کا آٹھواں چکر تھا۔

مایوس ہوتے کیا نہ کرتے، چار و ناچار ان دونوں کو وہاں سے جانا پڑا۔ گل جان نے ایک نے تاثر نگاہ بند دروازے پر ڈالی۔ خدا ہی جانتا تھا اب اس عورت کے ذہن میں کون سی نئی کھچڑی پک رہی تھی۔

اندر

کمرے کے جہازی بستر سے لے کر سنگھار آئینہ کے سامنے رکھی نرم کرسی سب خالی تھی۔ کسی انسانی وجود کا نام و نشان نہیں تھا.....تب تک جب تم ساتھ بنے غسل خانہ میں جھانک نہ لو۔

www.novelsclubb.com

پردہ گرا تھا اور اس مختصر سے گوشے میں ایک پانی کی بھری مضبوط بالٹی پر دیوار میں بنائے روشن دان سے روشنی داخل ہو رہی تھی۔

پانی سطح پر ساکت تھا جب کچھ لمحات بعد یک دم چھپاک کی آواز آئی۔ دو گول ہاتھ پانی بھرتے اسے اپنے چہرے پر اچھال رہے تھے۔

المیرا کے سیاہ لباس کا دامن ہلکا بھیگا ہوا تھا جبکہ پیشانی اور قلموں کے بال مکمل نم تھے۔ ہیزل آنکھوں میں روشنی ٹھہر کر انہیں بھوراد کھا رہی تھی۔ قطرے اسکی ٹھوڑی سے پسلتے واپس پانی کا حصہ بن جاتے۔

اسکے وجود میں آج شور تھا۔ ماضی کی آوازوں نے اسکی دل کی دھڑکن بے ہنگم کر دی تھی۔ بہت عرصے بعد خود کو تکلیف پہچانے کی خواہش سر اٹھا کر اسکے اندر جاگی۔

تانبے کے بنے مضبوط ڈول کے کنارے رکھے ہاتھوں کی گرفت سخت تھی۔ ٹھہر ٹھہر کر لرزتے ہوئے وہ ہلکی سانسیں اندر باہر لے رہی تھی۔

وہ آج اپنے اصولوں سے پھری تھی۔وجہ کیا تھی؟تخت کے چھن جانے کا خوف۔

مورخ سہی ہی کہتا ہے..... حکومت ہر کسی کے بس کا کام نہیں۔

دل،جان،اصول،سکون،رحم سب کو مار کر اپنی عوام کو آگے رکھنا آسان نہیں تھا۔

کچھ دیر ان اینٹوں کی در یو دیوار میں بس پانی کی ٹپ ٹپ کی آواز سنائی دی۔کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ المیرا عنایت محسن کی سماعت اس وقت کتنی مصروف تھی۔

(یہ بہت سال پہلے کا منظر ہے۔گرسلز ہاسٹل کا لاؤنج سفید نرم صوفوں سے سجا تھا۔ایسے ہی ایک صوفے کے قریب ہلکے بھورے بالوں والی المیرا کان سے لینڈ لائن لگائے کھڑی تھی۔لمبے بال پشت کو ڈھانپ رہے تھے۔

اسکے سوا بس لاؤنج سے فاصلے پر بنے ریسپشن ڈیسک پر بیٹھی لڑکی موجود تھی۔وقفہ وقفہ سے عرب لڑکی المیرا کو دیکھتی جو اردو میں کسی سے بات کر رہی تھی۔

ہر وقت چہکنے والی لڑکی کا انداز اس وقت کچھ جارحانہ اور بے چین تھا۔)

المیرا اب ملازم کو آواز دیتے اپنے کمرے میں بلا رہی تھی۔انداز جارحانہ اور بے چین تھا۔

("اب واپس آجاؤ عنایت بہت رہ لیا گھر سے دور۔"لائن کی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز بلند ہوئی۔لہجہ میں حسرت اور احساس ایک ساتھ تھے۔"میری ڈگری کا ابھی ایک سال رہتا ہے ابا۔"المیرا نے فون کی تار انگلی پر لپیٹتے باپ کی خواہش کے آگے اپنا مسئلہ پیش کیا۔اتنی دور سے بھی وہ جانتی تھی محسن حسین کا چہرہ مرجھا گیا ہو گا۔)

ملازم پانی کی بالٹی کے نیچے آگ لگاتا اب المیرا کو کمرے میں تن تنہا چھوڑ گیا تھا۔ غسل خانہ کی چھوکٹ پر کھڑے اسکا چہرہ مرجھایا تھا۔

("دفع مار ڈگری نو(دفع مارو ڈگری کو)۔وہ نعیم کی بیٹی بھی واپس آگئی ہے چائنا سے۔ہونر تو وی آجا۔(اب تم بھی آجاؤ)۔"باپ کی نئی معلومات پر اسکے کان کھڑے ہوئے۔فون پر گرفت بے جان تھی۔"وہ کیسے واپس آگئی۔اسکی تو پانچ

سال کی ڈگری تھی، تین سال میں ہی آگئی۔''بیٹی کے تفتیشی انداز پر باپ کا فسادی قہقہ بلند ہوا۔)

اپنا عکس وہ گرم ہوتے پانی میں دیکھ سکتی تھی۔کچھ دیر ہاتھ بے جان سے پہلو میں گرے رہے پھر جیسے آہستہ سے اس کے وجود میں حرکت ہوئی۔

(''ہاں تو تم سے کیا کہا تھا میں نے۔اک نمبر دا چوٹھا ہے نعیم (ایک نمبر کا جھوٹا ہے نعیم)اپنی بیٹی کو بھی اس نے جعلی طریقے سے باہر بھیجا ہو گا ویسے بھی میں سنر یا اے چینا دا ویزا جعلی کاغذات نالو ملنرا اینا وی مشکل نئی (میں نے سنا ہے چائنا کا ویزا جعلی کاغذات سے ملنا اتنا مشکل نہیں)۔''دونوں باپ بیٹی نے مل کر قہقہ لگایا۔

''تبھی میں نے کہا تھا اسکی بیٹی کے مقابلہ میں تم بھی باہر چلی جاؤ۔جب موقع بنانے والا تمہارا باپ زندہ ہے تو پھر گبھرانا کیسا اور شرمانا کیا؟'' محسن حسین کے پر اعتماد انداز پر اسکی مسکراہٹ پھیلتی گالوں تک آئی۔واقعی جب تک اسکا باپ زندہ تھا اسے اسی راہ پر چلنا ہے جس کا راستہ اسکے والد کے ہاتھوں ہموار ہو گا۔)

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گرم پانی میں اپنے دونوں ہاتھوں کو ڈالے وہ منجمد تھی۔ چہرہ درد کی انتہا کو برداشت کرتے سرخ ہو چکا تھا۔ پانی میں اب ننھے بلبلے بن رہے تھے مگر وہ ہاتھ پیچھے نہیں کھینچے گی۔

بہت سال پہلے اپنی فطرت کو قابو میں رکھنے کا یہ اسکے پاس واحد حل تھا۔ جب ذہنی انتشار حد سے زیادہ بڑھ جاتا تو وہ جسمانی ازیت میں دوا تلاش کرتی۔

آج بھی اس نے وہی کیا۔ دھواں اسکے لال بھبوکے چہرے کو چھپا رہا تھا۔ ہاتھوں پر اس قدر جلن کے یوں لگتا تھا دہکتے کوئلے سے جلد ٹکرا رہی ہو۔ المیرا کو سانس لینے میں دشواری آئی۔ ہاتھوں کے گرد بڑھتی گرمائش سے اسکی رگوں میں گردش کرتے خون نے سختی پکڑی۔ دل اس لہہ پر دھڑک رہا تھا کہ اسکی دھڑکن کانوں ذہن میں ہوتی ماضی کی تکرار کو دبا رہی تھی۔

یہی تو لذت تھی خود کو تکلیف دینے کی۔

درد کی انتہا اسے سوچ کے بھنور سے نکال دیتی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک سانس میں ہاتھ پیچھے کرتے اس نے حلق میں قید سانس کو گردن پیچھے پھینکتے آزاد کیا۔دل کی دھڑکن ہموار ہونے لگی، جسم کا درجہ حرارت برابر ہونے لگا۔ اسنے سرخ انگارہ ہاتھوں کو اٹھاتے چہرہ کے سامنے کیا۔سورج کی روشنی ان سے ٹکراتی تو بھی ان پر ہونے والا ظلم چھپ نہ سکتا۔

ہانپتے ہوئے المیرا کے گول لب ایک فاتحانہ مسکان میں بدلنے لگے۔اب ہر جگہ خاموشی تھی۔المیرا کی اگلی بساط کے لیئے میدان ہموار تھا۔

★

ایک دہائی پہلے.....اوکاڑہ، پاکستان

www.novelsclubb.com

یہ ایک تین منزلہ مڈل کلاس گھر تھا جہاں ساس بہو کی سیاست کے بجائے ابا کی خالہ چچی اور انکی بیٹی کی چال بازیوں نے تگنی کا ناچ نچایا ہوا تھا۔

صبح کا سورج پوری طرح نکلا تھا اور اونچی نیچی گلیوں میں موجود اس گھر کے شیشوں اور پیلی رنگ کی دیواروں پر گرمی برسا رہا تھا۔دروازے کے اوپر سے جھانکو تو ایک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سرمئی کلٹس صحن میں کھڑی دکھے گی۔اسکے سوا گھر مکمل طور پر بند تھا۔یہاں تک کے دروازہ بھی چھت کے ساتھ تقریباً پیوست تھا۔

''عنایت!!!!!'' یہ چیخ اس تین منزلہ گھر کے لاؤنج سے آئی اور وقتاً فوقتاً یہ آواز پورا دن گھر میں گونجتی رہی تھی تب تک جب رات کے ایک بجے 'عنایت' پر نیند کی دیوی مہربان نہ ہو جاتی۔

کبھی 'عنایت' نامی ہستی کسی کی رکھی چیز بغیر پوچھے اچک لیتی۔تو کبھی یہ ہستی گلی میں ہوتے بچوں کو اپنا ذر خرید غلام سمجھ کر دو دو ہاتھ لگا آتی۔

ایک مرتبہ تو اس ہستی کا شیطان اتنی ثابت قدمی سے نوکری پر نکلا تھا کہ اسکی ورغلاہٹ میں آکر عنایت نے ایک گیارہ سالہ بچے کو گرمیوں کی تپتی دھوپ میں ایک زیر تعمیر گھر میں بند کر دیا۔

جب تک اس بچہ کی گمشدگی کا اعلان نہ ہوا اور مزدور شام کے کام پر نہیں آئے تب تک وہ بچہ بھوکا پیاسا وہی سسکتا رہا۔ آج تک اس راز کا گواہ بس عنایت کا شیطان ہے۔

" عنایت!!!!!" ایک مرتبہ مزید کسی نے بیزاریت سے ہانک لگائی۔

گھر کا لاؤنج پورچ کے مقابلہ کچھ اور تنگ تھا۔ بے انتہا فرنیچر اور آویزات نے گھر کو گھٹن زدہ سا کر رکھا تھا۔ شاید یہاں کے مکینوں کو جمع کرنے کا شوق تھا استعمال کا نہیں۔

لاؤنج میں اس وقت نیم اندھیرا تھا۔ پسِ منظر میں پانی کی موٹر چلنے کی تیز آواز آ رہی تھی جس میں ارتعاش چھت پر لٹکے گندے پنکھے کی وجہ سے پیدا ہوتا۔ لاؤنج میں بیٹھی ہستیوں نے مروتاً ایک دوسرے کو دیکھا۔

محسن حسین کی چچی جو انکی خالہ بھی تھیں سر پر سفید ڈوپٹہ ڈالے مسلسل سیاہ دانوں کی تسبی گرا رہیں تھیں۔ نظروں میں برہمی جو انکے تیز ہلتے وجود سے نمایاں ہوتی

تھی۔ان سے دور غلابی چکن کاری سوٹ میں بیٹھی ان کی ادھیڑ عمر بیٹی رافیہ کی بے چین نگاہیں سیڑھیوں پر تھیں۔وفقہ وقفہ سے وہ مصنوعی نادم نگاہیں اپنی پڑوسن پر بھی ڈال لیتی جو بائیں جانب والی کرسی پر غصہ میں بیٹھی تھی۔

یہ رافیہ ہی جانتی ہے اس نے کیسے اس چیختی چلاتی عورت کو قابو میں رکھا تھا جو عنایت کے خلاف شکایت لے کر آئی تھی کے کیسے اس نے ان کے ننھے پھول سے بیٹے کی کلائی مروڑ کر تقریباً فریکچر کر ڈالی ہے۔ان کا لمبا تڑنگا چودہ سالہ بیٹا ایک طرف بیٹھا شربت اور سموسہ سے اپنی خاطر تواضع کر رہا تھا۔

ایسی شکایات وہ پچھلے دس سالوں سے عنایت کے حق میں سنتے آرہے ہیں۔ ماشاءاللہ ایسا خرافاتی دماغ پایا تھا انکی گھر کی واحد لڑکی نے کہ پورا محلہ اس سے نفرت کا دعویدار تھا۔

کچھ دیر بعد سیڑھیوں پر قدموں کی دھمک سنائی دی۔سولہ سال کی عمر میں بھی وہ یوں چلتی تھی جیسے زلزلہ لے آئے۔

بھورے بال ڈھیلی چوٹیا میں مقید اور سادہ سے ہلکے آسمانی رنگ کے لباس میں اسکی آنکھوں کا رنگ کھل کر باہر آرہا تھا۔ سموسہ کھاتے لڑکے کی جیسے ہی اس فتنہ پر نظر پڑی وہ اچھل کر ماں کے پیچھے چھپ گیا۔

المیرا عنایت محسن بے تاثر چہرہ لیئے اپنی دادو چاچی اور اپنی ابا کی کزن کے سامنے کھڑی تھی۔ رافیہ نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی شکایت لے کر آئی عورت المیرا پر برس پڑی۔

" شیطان! ڈائن! میرے بیٹے کا ہاتھ توڑے خود گھر میں بیٹھی ہے۔" المیرا کی ناک خوشبو پر کھڑی ہوئی۔ خالی نگاہیں بھٹکتی ہوئیں دور رکھے سموسوں تک گئیں۔

"ویسے نیرہ بی (تسبی پڑھتی عورت کو پکارا) درس تدریس دینے تم سب سے آگے ہوتی ہو ارے میں کہتی ہوں کچھ اس چڑیل کو بھی سکھادو۔ جب سے پیدا ہوئی ہے پورے محلے کی ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ پورے بارہ ٹانکے لگے ہیں میرے بیٹے کو، بارہ ٹانکے۔" بیٹے کو اپنی پشت سے پکڑتے آگے نیرہ بی کے سامنے بٹھایا۔

المیرا تب تک کسی آسیب کے انداز میں چلتی سموسوں کے سامنے بیٹھ چکی تھی۔اس سے پہلے کے وہ کھانے کی نیت سے کوئی اٹھاتی رافیہ تیزی سے اسکے سامنے آئی اور من وسلوی اٹھالیا۔

المیرا کے سوکھے رویہ میں فرق تو نہ آیا البتہ چہرہ اٹھاتے اس نے رافیہ کو دیکھا اور پھر بس دیکھتی ہی گئی۔

" ایک بیٹا ہے میرا (چار بیٹوں کے بعد) اس کو یہ پھچل پیری معذور کرنے پر تلی ہے۔بتاؤ میں کہاں جاؤ میرا تو میاں بھی نہیں کماتا کچھ (خاص، بجلی کے محکمہ میں کام کرتے اچھا بھلا پیٹ بڑھ رکھا ہے)۔" اپنے نقلی آنسو پلو سے صاف کرتے وہ کھنکیوں سے رافیہ اور المیرا کے گھورنے کا مقابلہ دیکھ رہی تھی۔

" ادھیر کیا دیکھ رہی ہے۔" المیرا پر برسی۔" یہ دیکھ، یہ میرے بیٹے کو دیکھ۔کیا قصور تھا اسکا۔ایک گیند ہی تو ماری تھی تیرے سر پر کونسا عقل کے خالی خزانہ سے قرضہ مانگ لیا تھا۔" المیرا ابھی بھی سموسوں کو دیکھ رہی تھی۔جبکہ وہ لڑکا ایک

طرف سکڑا بیٹھا اپنی کلائی کو چھپائے ہوا تھا۔ تین ناخنوں کے نشان کے سوا وہاں کوئی زخم نہیں تھا۔ وہ بارہ سلائیاں اس عورت نے اپنے عید کے جوڑے پر لگائی ہونگی جس کا مدعا وہ اپنے بیٹے کی کلائی پر ڈال رہی تھی۔

"بچی ہے وہ۔ کوئی بات نہیں ہو جاتا۔"

"بچی؟" اس عورت نے رافیہ کی بات کاٹی۔ "ارے بچی کچی آبادی کھا جائے یہ بغیر ڈکار مارے۔" رافیہ نے دانستہ نظریں چرائیں کیونکہ اس عورت کی بات میں دم تو تھا۔

المیرا سے آدھا محلہ خار کھاتا تھا۔

"میں کہتی ہوں اسے۔۔۔ معافی مانگ لیتی ہے۔ تم بیٹھو تو سہی۔" اسکی پھوپھو نے ماحول کو شانت کرنا چاہا۔ خاموش بیٹھی لڑکی کی نگاہیں کمرے کے دوسرے خاموش وجود سے ٹکرائیں۔ نیرہ بی اسے ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ آسیب زدہ شیطان ہو۔

www.novelsclubb.com

وہ ہمیشہ اسے ایسے ہی دیکھتی تھیں۔ جیسے مالک اپنے سب سے باغی جانور کے لیئے حقارت محسوس کرتا ہو۔

★

المیرا عنایت محسن..... محسن حسین کی دوسری اولاد اور واحد بیٹی تھی۔اس سے پہلے ایک چوبیس سالہ بڑا بھائی زاہد محسن تھا جو اپنے باپ کے ساتھ ہی ان کی ٹریول ایجینسی میں بیٹھتا تھا۔ بزدلی میں اسکا کوئی ثانی نہیں تھا اور بے خوفی اس کے پاس آنے سے خود خوف زدہ تھی۔المیرا کے بعد دو چھوٹے بھائی تھے جن میں پہلے چودہ سالہ زاروان محسن عرف عید کا چاند تھا۔دن میں اگر کوئی گھر میں اسے دیکھ لیتا تو اسے عینی شاہد کو خوش بخت کا لقب دے دیا جاتا۔سب سے آخر میں سات سالہ عقبیٰ محسن بچتا تھا۔چونکہ گھر میں سب اس سے عمر میں بڑے تھے تو اس کا زیادہ تر وقت کمپیوٹر یا ٹی وہ کے سامنے بیٹھے کارٹون دیکھتے گزرتا تھا۔یہ باقیوں کو لگتا تھا وہ کارٹون دیکھ رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

اسکی پیدائش کے بعد المیرا کی والدہ حسنہ محسن بیمار پڑ گئی اور یہ بیماری سال بعد ان کی جان لینے کا باعث بنی۔

پچھلے چھ سال سے وہ ماں کے بغیر جی رہے تھے۔گھر میں ان چار بہن بھائی اور ایک باپ کو چھوڑتے دو اور عورتیں بھی تھیں۔

المیرا کی اپنی دادی عنایت کا انتقال بہت عرصہ پہلے اسکی پیدائش کے نزدیک ہوا تھا۔دادی کی بہن نیرہ بی ان کی دیورانی بھی تھیں چناچہ ان کی وفات کے بعد سے گھر کی سربراہ وہ بنیں۔

اپنی واحد اور اکلوتی اولاد رافیہ کے ساتھ رہتی المیرا کی ان دونوں عورتوں سے سخت خار تھی۔

اس خار کا پس منظر کچھ یوں تھا کہ نیرہ کی دیرینہ خواہش تھی کہ ان کی اکلوتی بیٹی کی شادی ان کے اکلوتے بھانجے سے ہو۔اسی خواہش کے مد نظر وہ رافیہ کو محسن کی

شادی کے بعد بھی گھر میں بٹھائے رکھیں۔ محسن حسین ہمیشہ سے خاندان کا لاڈلا رہا تھا۔

باپ کی طرف سے وہ واحد لڑکا تھا اور ماں کی طرف کے خاندان میں اپنی خوبصورتی اور چڑپ زبانی کی وجہ سے وہ اپنے ماموں کے بچوں کے مقابلہ میں بھی لاڈ پیار میں صف اول تھا۔ اسکی شادی کم عمری میں ہی اس کی ماں نے اپنی چہیتی دوست کی بیٹی کے ساتھ کر دی تھی۔

ارمانوں پر پانی پھرنا کسے کہتے ہیں یہ ان کی بارات میں بوٹیوں سے انصاف کرتی نیرہ یا رافیہ جانتیں تھیں۔ محسن اور حسنہ کی شادی کے شروعاتی سالوں میں دونوں ماں بیٹی نے ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے رشتہ تڑوانے کی کوشش کی۔ ان کی خواہش اب انکی ضد بن چکی تھی کیونکہ محسن صرف ان کی پسند نہیں سونے کی چڑیا تھی۔

اپنا گھر، نہ کوئی جھیٹ، دیور، نند اور بزنس بھی اپنا۔ تھک ہار کر کچھ سال بعد انہوں نے رافیہ کی شادی تہہ تو کر دی مگر عین شادی سے ہفتہ پہلے لڑکا فرنائل پی کر کسی

اور کی محبت میں مر گیا۔ یہاں سے نیرہ نے ایک اور نعرہ لگایا کے اسکی بیٹی کو اب کوئی رشتہ نہیں دیگا چناچہ محسن کو چاہیے رافیہ سے دوسری شادی کر لے۔

"بن باپ کی لڑکی ہے، عمر بھی چھبیس ہو گئی ہے میری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔" نیرہ بی نے آنکھیں اپنی سیاہ چادر سے پونچھتے بہن سے فریاد کی جس کو انہوں نے صاف لفظوں میں رد کر دیا۔ اپنی بہن اور بھانجی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھیں اوپر سے ان کے کرتوت تابوت میں آخری کیل۔

وقت گزرتا گیا۔ خاندان بڑھتا گیا.....دلوں میں حسد کی جڑیں ایک تناور درخت بن گئیں جن کے پھل کچھ افواہوں کی صورت گرتے تھے مثلاً یہ کہ نیرہ حسینہ پر جادو کرواتی ہے۔ نیرہ نے ہی اپنی بہن کو مارا ہے۔

المیرا یہ سب باتیں بچپن سے سنتی آئی تھی۔ اس نے بچپن سے یہ بھی سنا تھا کہ کیسے جب تک اسکی دادی حیات تھی کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی اسکی ماں پر انگلی اٹھانے کی (باپ ہمیشہ سے گھریلو معاملات سے لاپرواہ تھا) مگر جیسے ہی سگی دادی کی جسم

سے روح فنا ہوئی وہیں نیرہ کی جان میں ایسی جان آئی کے پھر حسینہ کی اپنی جان کسی حال میں نہیں رہی۔

اس نے بہت سال اپنی ماں کو ملازمہ کی طرح سب کی خدمت کرتے دیکھا تھا۔

بہت مرتبہ اسکا دل کرتا تھا نیرہ کی گردن سوتے میں اڑا آئے، رافیہ کے سارے کپڑوں کو آگ لگا دے مگر پھر اپنی ماں کا وہیں سبق ''اللہ صابرین کے ساتھ ہے'' یاد آجاتا اور وہ رک جاتی۔

اسے غصہ اپنی ماں کی بے بسی پر آتا۔ وہ ان جیسی صابر کبھی نہیں بنے گی۔

اسے غصہ اپنے بڑے بھائی پر آتا جو ہر بار ماں کی بے عزتی پر بزدلوں کی طرح نظریں چرا لیتا۔ وہ کسی کو اپنا تماشہ نہیں دکھائے گی۔

اسے غصہ اپنی پھوپھو اور دادی پر آتا۔ وہ کبھی کسی کو خود پر ہاتھ اٹھانے کا موقع نہیں دے گی۔

اور سب سے آخر میں اسے غصہ اپنے باپ پر آتا۔

"سارے مرد بزدل یا لاپرواہ ہوتے ہیں۔"

یہ کچھ اسباق وہ ذہن نشین کر چکی تھی۔

★

شام کا اندھیرہ اوکاڑہ کے گھروں کو اپنی لپیٹ میں لیئے ڈھانپ چکا تھا۔

پرندے اپنے گھروں کو جاتے اور کچھ انسان گھر میں لگی کچہری کی طرف قدم بڑھاتے۔

"رہنے دیں محسن، آپ کو نہیں پتا۔ وہ عورت تو پولیس کیس بنانے والی تھی میں نے اور نیرہ امی نے مشکل سے منت سماجت کی اسکی پھر کہیں ٹلی وہ ہاں۔" شام کی چائے میں چینی ڈالتے رافیہ نے کپ اپنے تایا خالہ زاد کی طرف بڑھایا۔

محسن حسین المیرا کا عکس تھے یا یوں کہا جائے المیرا باپ جیسی دکھتی تھی۔ وہی ہیزل آنکھیں، سفید رنگت، گول مٹول نقوش اور ہلکے بھورے بال۔ سادہ شلوار قمیض اور بڑھی ہوئی دھاڑی والے پکی عمر کے مرد کے سر پر جالی دار ٹوپی تھی غالباً وہ مغرب کی نماز پڑھ کر لوٹے تھے (یہ بھی یقیناً بہانہ ہو گا وہ اپنی کسی عاشقی کی حاجت میں مسجد کا کہہ کر گئے ہونگے)۔

لاؤنج کی تمام بتیاں جلی ہوئیں تھیں۔ حبس زدہ ماحول ویسا ہی تھا۔ ایک طرف کی دیوار میں سٹور کا دروازہ اور کچھ فاصلہ پر کچن کا پردہ لگا تھا۔ دوسری طرف کی شیشے کی دیوار اوپر لگی سیڑھیوں کی طرف لے جاتی تھی اور پیچھے بنی کیاریوں کے سامنے کھلتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"چیخ چیخ کر پورا محلہ جمع کر لیتی اگر نیرہ امی اسکے ہاتھ نا پکڑتیں۔" رافیہ نے وہی صبح والے چکن کاری کے لباس میں سفید ڈوپٹہ شانوں پر پھیلایا تھا۔

محسن نے چائے بسکٹ کے ساتھ انصاف کرتی اپنی کزن کی بات پر سر ہلایا۔"

کھانے میں کیا پکا ہے نیرہ امی۔" ساتھ بیٹھی بزرگ خاتون سے پوچھا جو زاہد سے اپنی شوگر چیک کرواتے اس وقت تک خاموش تھیں۔ زاہد اسکی ماں جیسا دکھتا تھا بس آنکھیں باپ جیسی زمرد سنہری تھیں۔

"توری قیمہ اور میٹھے میں مینگو کسٹرڈ۔ کھانا لاؤں۔" جلدی سے اپنے چائے کا کپ میز پر رکھتے رافیہ بانس کی بنی کرسی سے کھڑی ہوئی۔

محسن نے توری کا نام سنتے ہی بدمزہ سے منہ بنایا۔ "یہ سبزیاں تم ہی کھاؤ میں تو بھائی گوشت پوشت کھاوگا۔" کہتے ساتھ زاہد کو دیکھا۔ سانولی رنگت اور مناسب نقوش والا ان کا بیٹا ان سے بھی لمبا تھا۔ "یہ زرا جا کر شانو کی دکان سے کباب تو لیتے آنا۔"

"زاروان وہیں بیٹھا ہوگا نا۔ اسے کہہ دوں؟ وہ لے آئے۔ "زاہد نے موبائل نکالتے باپ سے پوچھا۔

''چوبیس کا ہو گیا ہے۔ابھی تک ہر فیصلہ باپ سے لے کر کرتا ہے۔''نیرہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی اور گاؤ تکیے پر کہنی ٹکاتے اپنی بیٹی کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔

''زاروان صبح سے ویسے گھر نہیں آیا۔''رافیہ نے فکر مندی سے کہا۔''فجر کے وقت اسے دوستوں کے ساتھ نکلتے دیکھا تھا اب مغرب ہو گئی ہے اللہ جانے کہاں ہے؟آپ کچھ کرے نا اس لڑکے کا محسن۔''محسن کیا کرتا وہ جو پورے شوق سے رس کو منہ میں ڈالنے لگا تھا چائے میں اپنے ڈوبتے رس کو دیکھتے اس کا چہرہ ہی لٹک گیا۔

www.novelsclubb.com

''لڑکپن میں سب ایسے ہی ہوتے ہیں۔دسویں پاس کرلے رضوی کو بول کر اسکی دکان پر بٹھادونگا۔''وہ ایسا ہی تھا۔لاپرواہ ہر مسئلہ کا فوراً حل نکالنے والے۔ المیرا کا باپ جو تھا۔

نیرہ نے اپنی تسبی سنبھالی تبھی اسکی نگاہ لابالی انداز میں سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے آتی المیرا پر ٹھہری۔ وہ جو اپنی دنیا میں گم لاؤنج پار کر رہی تھی گھر میں موجود مردوں کو دیکھتے وہیں رک گئی۔

وہ گھر میں خرماں ہی کسی کو مخاطب کرتی تھی۔

المیرا کو دیکھتے رافیہ میں جیسے چغلی کرنی کی نئی جان سی آئی۔ ''یہ پوچھیں محسن اس سے، کیوں مروڑا تھا اس نے بازو اور آخر کب تک یہ ہمیں یونہی ستائے گی۔''

محسن نے اپنی چائے کا آخری گھونٹ بھرتے مسکراتی نگاہیں اپنی بیٹی پر ڈالی۔

بیٹی کی برداشت آزما کر باپ کو ایک الگ ہی طرح کا سکون ملتا تھا۔

''اب کون سا نیا چاند چڑھا دیا تم نے عنایت۔'' المیرا نے ایک مختصر نگاہ سب کے چہروں پر ڈالی۔ اختتام میں نظریں اس بڑھیا سے جا ملیں جس سے اسے اس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت تھی۔ باپ کی بات کا جواب دیئے بنا وہ اپنی دادی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑی رہی۔

''او!'' محسن نے اسکے چہرے کے سامنے چٹکی بجائی۔ ''ہیر وئن ادھر! باپ کو کوئی عزت وزت دینی ہے کے نہیں۔'' نیرہ اور اسکے گھورنے کا مقابلہ ابھی بھی جاری و ساری تھا۔

''باپ قابل عزت حرکت کرے تو میں عزت دونا۔'' اسکے سخت لہجے پر کمرے میں سب کو سانپ سونگ گیا۔ اسکا بھائی جو اپنی آنکھوں سے ابھی کچھ دیر پہلے باپ کو اپنے سے دس سال چھوٹی شادی شدہ عورت کے ساتھ پارک میں ڈیٹ مارتا دیکھ کر آیا تھا خاموش رہا۔

گہری سانس لیتے محسن نے کرسی کے ہتے سے ٹیک لگائی۔ ''کیا غیر قابل عزت حرکت کی ہے میں نے؟'' المیرا نے بالآخر باپ کو دیکھا۔ ٹین ایج کا غصہ سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

''چار بچوں کے باپ ہیں آپ، سب سے بڑے کی شادی کی عمر ہو گئی ہے اور خود آپ پارک میں دو بچوں کی ماں کے ساتھ گھومتے پھر رہے ہیں۔'' محسن نے آبرو اچکائی۔

''پھر؟'' المیرا باپ کی ڈھٹائی پر ہکا بکا رہ گئی۔

''جب اس عورت کو مسئلہ نہیں میرے ساتھ گھومنے پر تو تمہیں کیوں ہو رہا ہے۔ میری ماں ہو تم؟'' آخر میں انکی آنکھوں کا سبز رنگ گہرا ہوا۔ بلکل ویسے جیسے غصہ میں المیرا کی آنکھوں کا ہوتا تھا۔

کچھ دیر وہ یونہی ہاتھ پہلو میں گرائے کھڑی رہی۔ ہر کوئی باپ بیٹی کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ المیرا جانتی تھی وہ حق بجانب ہے مگر وہ یہ بھی جانتی تھی مردوں کو پوجنے والا یہ معاشرہ اسکے باپ کی غلطی پر نقاب ڈال کر مرد کا ساتھ ہی دے گا۔

"اس عورت کا شوہر دبئی ہوتا ہے۔ خود وہ دو چھوٹے بچوں کی ماں ہے۔ اگر کچھ وقت میں اسکے ساتھ بیٹھ گیا تو تمہیں کیا مسئلہ ہو رہا ہے۔ جس کی عزت پر داغ آنا ہے وہ تو پر سکون ہے۔"

"عزت مرد کی بھی ہوتی ہے ابا۔" سولہ سالہ المیرا نے پر اعتماد لہجہ میں کہا۔

"جیب میں پیسہ ہو تو دنیا کے بازار سے عزت خرید نا ناممکن نہیں۔" ہنستے ہوئے انہوں نے اپنے بجتے فون کو جیب سے نکالا۔ سر پر رکھی جالی دار ٹوپی اتارتے چارپائی پر اچھال دی۔ بہت اداکاری کر لی شریف ہونے کی۔

"اس عورت کے بچے آپ کے اپنے بیٹے کے ہم جماعت ہیں۔" المیرا کے مایوس لہجہ پر کال اٹھاتے مرد نے ایک مصروف نگاہ ڈالی۔

"زار وان سے تو چھوٹے ہیں اس کے بچے۔" المیرا کے ہاتھوں میں کسے کا سر پھاڑنے کی جستجو نے سر اٹھایا۔

''عقبیٰ کی بات کر رہی ہوں۔ یاد بھی ہے آپ کو کہ وہ بھی آپکی اولاد ہے۔'' محسن نے اپنی لاپرواہی کو ہنسی کے لبادہ میں اوڑھا اور فون کال اٹھاتے کان سے لگائی۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہو رہا تھا گھر میں سب عقبیٰ کو یونہی بھول جائیں۔

فون پر بات کرتے وہ لکڑی کے دروازہ کی طرف بڑھے جب بیچ راہ میں رکتے انہوں نے فون کے سپیکر پر ہاتھ رکھا۔

چار قدم چل کر المیرا کے عین سامنے آئیں۔ ''تمہاری ماں نے تمہارا نام ملکہ رکھا ہو گا تو تم ملکہ بن نہیں جاتی۔ یہ ڈائلاگ بازی کسی اور کے ساتھ کیا کرو۔ آئندہ مجھے درس دینے یا سمجھانے کی کوشش کی بغیر کسی کے ساتھ باندھے گھر سے باہر نکال کرونگا۔'' انکے لہجہ میں وہی کاٹ تھی جو آج کی المیرا کے لہجے میں ہوتی تھی جس کو وہ چھپائے پھرتی۔

وہ جتنا مرضی جھٹلا لے تھی وہ اپنے باپ جیسی ہی۔ فون پر بات کرتا وہ چوڑی پشت والا مرد اب گھر سے باہر جا رہا تھا۔

اسے اپنا آپ کچھ دیر کے لیئے حسنہ محسن لگا۔ مگر اگلے ہی پل اس نے مایوسی اور بے سی کے بادلوں سے دور جاتے پیچھے کی طرف قدم اٹھائے۔

وہ دوسری حسنہ نہیں بنے گی۔ وہ کسی مرد یا عورت کو خود پر حرف اٹھانے کا موقع کبھی نہیں دے گی۔

★

زندگی دس سال آگے آچکی تھی۔ وہ اپنی دادی کی نظروں سے محفوظ، اپنی باپ کی لاپرواہی سے دور اور اپنے بھائیوں سے جدا ایک دوسری دنیا میں ملکہ بنے سانس لے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

جہاں اسکا باپ اور نیرہ اسکا نام سگی دادی کی یاد میں عنایت رکھ رہے تھے وہیں اسکی ماں نے سارے گھر سے لڑ کر اسکا نام المیرا رکھنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ آخر میں اسکا نام کاغذات میں المیرا عنایت درج ہوا جبکہ ماں کے سوا گھر میں سب اسے عنایت ہی کہتے تھے۔

اسکی ماں کے رکھے نام کی برکت ہی تھی کے آج وہ حقیقتاً ایک ملکہ بنے بیٹھی تھی۔

قلعہ کی رونق آج قابل دید تھی۔ کونے کونے سے خوشیاں پھوٹ کر فضا میں امید کے گیت گا رہیں تھیں۔ ملازم بھمن کے احکامات پر عمل کرتے آگے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

ہر عورت کی آج قدرت بھی نظر اتار رہی تھی۔ گہنے، لباس، زیورات المیرا نے اپنی پیش کردہ عورتوں کو کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔

میدان کے اونچے چبوترے کو آج سجایا ہوا تھا۔ سامنے رکھی کرسیوں پر کپڑا بچھا تھا۔ درمیان میں ایک نارنجی قالین چبوترے سے ہوتے کرسیوں کے درمیان پھیلا تھا۔ ستونوں سے لٹکتے کپڑے اور لڑیاں بے رونق سے قلعہ میں جان ڈال رہی تھیں۔

فاطر بھی براسا منہ بنائے دوسری منزل کی سیڑھیوں کو سجا رہا تھا۔ کل سے اب تک المیرا اپنے کمرے میں قید تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی ایک کنیز اور ایک خادم اسکے کمرے میں لباس لے کر گئے تھے۔

وہ ملکہ تھی، غم میں بھی تیار رہنا اس پر واجب تھا۔

کمرے کے باہر گل جان سمیت ایک اور سپاہی پتھریلی نگاہیں لیئے سامنے دیکھ رہی تھیں۔

اینٹوں کے بنے فرش پر مضبوط چال چلتے المیرا کے کمرے میں آؤ۔ اونچی کھڑکی سے روشنی اندر کو آ رہی تھی۔ یہاں ہر وقت ہی روشنی ایک طرز سے کمرے کے واحد بستر پر پڑتی تھی۔

ملکہ سنگھار آئینہ کے سامنے خالی چہرہ لیئے بیٹھی تھی۔ ایک کنیز اسکی گردن پر گہنے رکھ کر اسکی ہامی کی پابند تھی جبکہ غلام اسکے ہاتھوں میں گہنے پہنا رہا تھا۔

اس نے ابھی تک اپنے فیصلے پر اٹھے لوگوں کے سوال پر چپ کا روزہ رکھا ہوا تھا۔

پیچھے کھڑی نگار، ادوب اور کماری میں بس ایک نگار بے چین تھی۔ ادوب اور کماری کو المیرا نے خود بلایا تھا جبکہ نگار ان کے پیچھے دندناتے ہوئے آئی تھی۔

سرخ رنگ کی گہری پوشاک جس پر سنہرا کام نفاست سے ہوا تھا اسکے وجود کو مکمل ڈھانپ رہی تھی۔ گردن میں پہنے پرندے کے پروں کی صورت میں بنے ہار کے درمیان میں لگے دو سرخ نگینوں کو نظر جھکا کر دیکھتے اسکا چہرہ ہر احساس سے پاک تھا۔

"جان کی امان چاہتی ہوں کیونکہ یہ سوال ضروری ہے۔ ملکہ ماہ کل وہ سب آپ نے کیوں کیا؟" نگار کے لہجے میں آج پہلی مرتبہ عاجزی تھی۔ یا پھر وہ بے بسی بھرا جبر تھا۔ "کل سے اتنی عورتوں نے بغاوت کا شور مچایا ہے کہ انہیں روکتے سنبھالتے میرے خود کے الفاظ کم ہو گئے ہیں مگر وہ صرف آپ کے جواب کی منتظر ہیں۔"

المیرا گالوں پر ہلکا غلابی پاؤڈر لگاتی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ ''میں اپنا فیصلہ کل سنا چکی ہوں۔ مجھ سے منحرف لوگوں کی اس ریاست میں کوئی جگہ نہیں۔'' نگار کے چہرے کا تناؤ کچھ کم ہوا مگر بے بسی وہیں کی وہیں ٹھہری رہی۔ المیرا نے اپنے بالوں کو بند کرتے لڑکے کو ایک طرف ہونے کا اشارہ کیا۔

''ملکہ میں ہوں نگار اور آج سے فیصلے میں لونگی۔'' ٹھنڈا انداز۔ یہ کہیں سے بھی المیرا عنایت محسن نہیں لگتی تھی۔ کیا یہ ایک نیا جھوٹ تھا یا اسکا سچ یا پھر۔۔۔۔۔ طاقت کے لباس کو مکمل طور پر اوڑھے ایک سلطانہ۔

''روایات آج سے نئی بنیں گیں۔ اصول آج سے بدلیں گیں۔ جو اس کے خلاف جاتا ہے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔'' خود غرضی سے کہتی وہ دوبارہ بناؤ سنگھار کروانے لگی۔

نگار پیچھے کھڑی ضبط کے گھونٹ بڑھ کر رہ گئی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی یہ اسکا بدلا روپ یقیناً ماہِ کامل سے ملاقات کا نتیجہ ہے۔

''کماری!''مضبوط قامت والی عورت متوجہ ہوئی۔''شہزادی عبیل کہاں ہیں؟

''

''اپنے حجرہ میں۔''آواز مدھم اور گہری تھی۔

''ان کو واپس اردن بھیجنے کا انتظام کیا جائے۔''اپنے پاؤں کو زرا سا آگے کرتے اس نے کنیز کو سنہری جوتا بند کرنے دیا۔

''جو حکم میری ملکہ!''کماری نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔نگار ایک دم سے تڑپ اٹھی۔

''مگر ملکہ انہوں نے ہماری بہت مدد کی ہے۔اپنے ملک سے بغاوت کرتے وقت ہمارا شہزادی سے معاہدہ ہوا تھا کہ ہم انہیں مکمل تحفظ فراہم کریں گیں۔اگر وہ ہمیں اردن کے راز نہ دیتیں تو ہم کبھی اس ملک پر حملہ نہ کر پاتے۔''المیرا نے بنا اسکی طرف دیکھے گردن کے گرد ہار درست کیا۔

''حال میں واپس آؤ نگار۔نہ اپنا ملک رہا.....نہ قبضہ کی ہوئی ملکیت پھر پرایا بوجھ اٹھانا کہاں کی دانش مندی ہے اور چلومان لیا کے عبیل نے ہماری مدد کی تھی.....اتنا عرصہ تو معاہدہ ہم نے بھی نبھایا ہے۔اب کیا پوری عمر تلوے چاٹنے کا ارادہ ہے؟

''آخری جملے پر نگار کا چہرہ غصب ناک حد تک سرخ ہوا۔ سختی سے جبروں کو ایک دوسرے سے ملائے وہ کچھ بولنے لگی تھی جب المیرا نے اپنی جگہ سے بلند ہوتے اسے خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔

''تم میری بہن ہو نگار۔''آنکھوں میں نرمی کے جگنو سموئے اس نے اپنے سے لمبی عورت کی کہنی تھامی۔''یہ ہماری سلطنت ہے۔ہمارا قانون ہے۔ہم آپس میں ہی بحث کرتے رہے تو کہاں آگے بڑھ پائیں گیں۔تم جاؤ جا کر تیاری دیکھو۔''کسی بچہ کی طرح وہ اس پکی عمر کی عورت کو بہلا رہی تھی۔نگار خاموشی سے سانس لیتے کچھ لمحات اپنی بہن کو دیکھتی رہی۔پھر دو قدم پیچھے کی طرف اٹھائے،المیرا کا ہاتھ پہلو میں جا گرا۔

www.novelsclubb.com

تعظیم دیتے وہ کمرے سے باہر ڈگ بھرتی غائب ہو گئی۔ کب سے سامع بنی ادوب کی طرف پلٹتے المیرا کے چہرے پر مانوسیت تھی۔ ''میں نگار سے زیادہ تم پر بھروسہ کرتی ہوں معلوم ہے نا تمہیں۔'' ادوب نے سینے پر ہاتھ رکھتے ذمہ داری قبول کی۔

''میں چاہتی ہوں تم اپنے زیرِ نگرانی ان مردوں اور عورتوں کو رخصت کرو۔ کوئی کوتاہی نہ رہے۔ جو مردوں کے لیئے سامان تیار کروایا گیا ہے وہ ان کو دیا جائے اور جو عورتوں کے لیئے سامان وہ لائے ہیں وہ صحیح سلامت ملکی خزانے میں جمع ہو جانا چاہیئے۔''

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر ملکہ۔ کل آپ کے لیئے فیصلہ کے بعد سے میری نظر میں آپ کا احترام دس گنا مزید بڑھ گیا ہے۔'' آگے آتے اس نے المیرا کا داستانے والے ہاتھ اٹھایا اور عقیدت سے اپنی آنکھوں پر لگایا۔ اب المیرا اسے کیا بتائے یہ اتنے گرم داستانے اس نے ہاتھوں کے جلے کو چھپانے کے لیئے پہنے ہیں۔

کمرے میں اب المیرا اور اسکی فوج کی سربراہ اکیلیں تھیں۔آئینہ میں اپنے عکس پر ایک بھرپور نگاہ ڈالتے اسکی نگاہ بھٹکتے ہوئے پیچھے کھڑی عورت سے جا ملی۔کماری دبیر انداز میں المیرا کو دیکھ رہی تھی۔ملکہ کی روشن پیشانی پر ناگوار لکیریں نمایاں ہوئیں۔

"خوبصورت لگ رہی ہوں تو تعریف کر دو یوں ٹکر ٹکر دیکھنے سے کون سا ثواب ملے گا۔" چہرہ پھیرتے شوخ لہجہ میں کہا۔کچھ دیر دوسری طرف خاموشی رہی۔ دونوں ملازم سلیقہ سے اپنا کام سمیٹتے رہے۔

"سنبھال کر قدم رکھیں ملکہ! یہ آپ کا علاقہ نہیں۔" ملکہ کے تاثرات عدم دلچسپی سے گر گئے۔یہاں سب نے اسے بے وقوف کیوں سمجھ رکھا تھا۔پہلے کامل اب کماری۔

"جب تمہیں مشیر بناؤنگی تو مشورے دینا ابھی جا کر وہ جہاز دیکھو جس میں ہماری خواتین بیٹھ کر یمن جائیں گیں۔" کماری جی ملکہ کرتی وہاں سے ہٹ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیر ادل ہی دل میں خود کی نظر اتارنے لگی۔ عقل بھی تھی، شکل بھی پھر یہاں سب تنبیہی افسر کیوں بن جاتے۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

کیا رونق تھی! کیا رنگ تھے! المیرا کی تو خود پسندی آج ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ کچھ لمحات تو اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد اسے یقین بھی نہیں آیا کے وہ کیا ہے اور کیا تھی اور کیا ہو سکتی ہے۔

سرخ قالین پر سے ایک جوڑا اٹھتا اور تخت کے کنارے بیٹھی عورت کے ساتھ رکھی دو کرسیوں پر بیٹھ جاتا۔ مرد عورت کا بازو تھامے آتا اور پھر دونوں بیٹھ کر مستقبل کے وعدے لیتے۔ دونوں تین مرتبہ اپنی قبولیت کا اقرار کرتے۔ شادی نامے پر دستخط کرتے اور کرسیوں پر جا کر بیٹھ جاتے۔

یہ عمل پچھلے آدھے گھنٹے سے یونہیں جاری تھا۔

قاضی کے علاوہ ایک طرف ادوب تھی تو دوسری جانب دبیر جگہ سنبھالے ہوئے۔ایک مرد کی طرف سے گواہی کا فریضہ انجام دے رہا تھا دوسری عورت کی طرف سے۔

المیرا کی آج اٹھان ہی نرالی تھی۔کئیں گردنوں کو جھکنے پر مجبور کر کے وہ اپنے فیصلے پر ثابت قدم رہی تھی۔ہاں اندر کی فطرت چیخ چیخ کر اسکی مسکان کے ساتھ دغا کر رہی تھی مگر المیرا اپنی فطرت کو سلا کر دنیا کو دھوکہ دینا جانتی تھی۔

ایک طرف سے آتے فاطر کے ہاتھ میں انگور کے شربت کی سنہری صراحی تھی۔ باری باری وہاں موجود معزز شخصیات کے گلاسوں کو کنارے تک بھرتے وہ اختتام میں اپنی ملکہ کی خدمت میں آیا۔جب تک تمام لوگوں نے اپنے جام کا گھونٹ بھر کر اسے زہر سے پاک قرار نہیں دیا فاطر تب تک یونہی صراحی کو تھامے کھڑا رہا۔

المیرا نے کنکھیوں سے اسے دیکھا۔ کل کے بعد یہ اب پہلی نگاہ تھی۔ آنکھوں تلے شب خوابی کے حلقے۔ کھاڑے پانی کی وجہ سے خشک ہونٹ۔ چہرے کی چمک بجھی ہوئی اور بال گندمی کپڑے میں بند سوائے ایک اس جھولتی لٹ کے۔

اگر کوئی ظلم یا زیادتی کچھ بدل نہ سکی تو وہ تھی ان سنہری بھوری آنکھوں کا مغرور تاثر۔ وہ ابھی بھی وہاں سب کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہی انسان ہو اور باقی سب چونٹیاں۔

المیرا نے اسے مخاطب کیا۔

"بڑی بدنصیب ہو گی وہ جس سے تمہاری شادی ہوئی۔" نئے جوڑے میں سے عورت کے قریب آتا دیکھ المیرا نے اپنا ہاتھ پیش کیا۔

"میری بھی تمہارے شوہر کے متعلق متفقہ رائے ہے۔" فاطر کی بات پر المیرا نے کچھ کڑوا کہنے سے خود کو باز پرس کیا۔ وہ عورت اب عقیدت سے اسکا ہاتھ باری باری دونوں آنکھوں سے لگا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دور بیٹھا دبیر اب اگلے دستخط نامے کو دلہن دلہا کی معلومات سے تیار کر رہا تھا جب اسے کچھ فاصلے سے سرگوشیوں کی آواز آئی۔ نظر پھیر کر بائیں جانب ڈالی تو دو عورتیں اسے دیکھتے مسکرا رہیں تھیں۔

نجانے کیوں یک دم ہی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑی۔ وہ دونوں عورتیں اسے سر تا پیر دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں میں تبادلہ خیال کرنے لگیں۔ خباثت اور حرص ان کے چہروں سے ٹپک رہی تھی جب یک دم ہی ایک نے دبیر کو دیکھتے ستائشی سیٹھی بجائی۔

لمحے کے ہزارویں حصہ میں اس کی دل کی دھڑکن تیز ہوئی، گردش کرتے خون نے ڈر سے تیزی پکڑی۔ ان کے چہرے دیکھتے دبیر کو کراہت ہوئی مگر اس سے بھی بھر کر اسے اپنا پورا جسم برہنہ ہوتا محسوس ہوا۔ فوراً سے اپنے کندھوں پر پھلایا کیفکیتہ درست کرتے خود کو مکمل ڈھانپا اور کچھ ان سے پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔

وہی تین کلامات، کچھ وعدے وعید، قبولیت کے حروف اور ایک نیا جوڑا اٹھ کر قربان ہونے آیا جب تمام معززین نے سر کے خم سے شربت کے محفوظ ہونے کی گواہی دی۔

فاطر اب المیرا کے کندھے کے پاس رکھے میز پر جھکا شربت انڈیل رہا تھا۔

"تمہارے پاس بس ایک دن رہ گیا ہے ملکہ۔" جامنی مایا کو دیکھتے المیرا کی آنکھوں میں سختی آئی جسے وہ مہارت سے چھپا گئی۔ "نہیں تو میں سب کو تمہاری اصلیت بتا دونگا (اٹھا کر المیرا کو گلاس تھمایا) ہم نے تو ہر حال میں مرنا ہی ہے تمہارے ہاتھوں یا ان کے ہاتھوں..... پھر بھلا تم کیوں زندہ رہو۔" المیرا نظر جھکائے گلاس میں جھانک رہی تھی جب فاطر نے اس پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالی۔

بنا کچھ سنے یا مزید کچھ سنائے وہ تنبیہہ کرتا واپس باورچی خانے چلا گیا۔ المیرا وہیں گلاس کی بنیاد کو مضبوطی سے جکڑے سامنے لگی محفل کی رونقیں دیکھتی رہی۔

www.novelsclubb.com

آج اسے سمجھ آیا کہ لوگ کیوں کہتے ہیں "کچھ پانے کے لیئے کچھ کھونا ضروری ہے"۔چاہنے اور مانگنے والوں کو گنوانا اور عنایت کرنا موت کے برابر لگتا ہے۔

★

ماضی

سوئی کی ٹک ٹک پورے گھر میں باآوازِ بلند گونج رہی تھی۔شام کا اندھیرا اس دو منزلہ مکان کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔ڈائنگ میز پر بچھے خیامیتہ کے گہرے رنگ زندگی سے بھرپور تھے۔رامین بن موسی کے لائے گئے ثبوت بکھرے ہوئے یونہی موجود تھے۔وقفہ وقفہ سے پھنکے کی ہوا ان کے کنارے اڑاتی تو خاموشی میں ارتعاش سا ہوتا۔

اسکی ماں اور بہن کو گئے سات گھنٹے ہو چکے تھے۔صبح سے ناشتے میں کھائے کباب کے بعد سے وہ بھوکا تو چھوڑو پانی کو بھی خود پر حرام کیئے بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر اندھیرے میں بنا آواز پیدا کیئے غور کرو تو تمہیں گھر کے داخلی دروازے میں چابی گھسانے کی آواز آئے گی۔یقیناً کوئی منتظر آ گیا تھا یا..... بھٹکا ہوا لوٹ آیا تھا۔

دو چمک دار بوٹ کارپٹ کے فرش کے کنارے ٹھہرے۔ہاتھ میں بریف کیس تھا اور گھڑی کا ڈائل چمک اٹھا۔وہیں کھڑے اس شخص نے جوتے اتارے اور ایک طرف رکھے ریک میں سے نرم سلیپرز پہنے جب وہ ٹھہر گیا۔

ریک پر سے گھر کی دونوں عورتوں کے جوتے غائب تھے۔بجلی کی تیزی سے آتے اس شخص نے گھر کی تمام بتیاں جلائیں۔باہر گھپ اندھیرا اندر مصنوعی روشنیاں۔ بریف کیس صوفے پر اچھالتے اس شخص کی نظر میز پر رکھے کاغذات کی جانب بھٹکی۔

چوڑے کندھے تھے، چونکے، اکڑے اور لمبے ڈگ بھرتے میز کی جانب آئے۔ کاغذات پر لکھا ایک ایک حرف اسکی جان نکال رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مصری نقوش اور فاطر جیسی امبر آنکھوں میں خوف کا رنگ گہرا ہوتا اسکا سر پکڑنے کا باعث بن گیا۔

"یا سلام (میرے خدا!)" ابوالاسلام ظہور کو اپنی پوری دنیا آنکھوں کے سامنے گھومتی محسوس ہوئی۔ کچھ دن پہلے یہ وہی عورت تھی جسے وہ گھر بیٹھنے کا مشورے دے رہا تھا اور آج یہی عورت اسکا بیٹھا بٹھایا گھر اٹھا گئی ہے۔

("آگئی نا اپنے اصل پر، آخر کو تمہیں بھی اپنا کیریر بنانے کے لئے ایک مرد کا ہی کندھا چاہیے تھا۔") بے اختیار خود کے الفاظ یاد آئے تو وہ جیسے ڈھے گئے۔ میز کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتے ان کا پاؤں غلطی سے کسی نرم چیز سے ٹکرایا۔

دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ظہور نے میز کے نیچے جھانکا۔

گھٹنوں کو سینے سے جوڑے گیارہ سالہ فاطر اسلام وقفہ وقفہ سے لرز رہا تھا۔

ان کا دل کٹ کر آدھا ہوا۔

''فاطر! حبیبی (میری جان)! فاطر اٹھو!'' وہ بھاگ کر دوسری طرف آئے اور اسے گالوں سے تھپکتے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا۔

وجود میں نقاہت تھی مگر باپ کی آواز پر کان وہ کم از کم اس زندگی میں نہیں لپیٹ سکتا۔

گھٹنوں کے بل ٹوپیس میں اپنے باپ کو قریب جھکا دیتے وہ جسم میں بچی کچی توانائی کی مدد لیتا رونے لگا۔ اونچی آواز میں روتا ہوا وہ رینگتا باپ کی گود میں اکر بیٹھ گیا۔ اسے خود سے لگائے وہ حصار مضبوط کر چکے تھے۔

فاطر کا جسم بخار میں جھلس رہا تھا۔ اونچی آواز میں روتا وہ انہیں بے ربط جملوں کی مدد سے عربی میں ساری روداد سنا رہا تھا۔

رامین کا آنا، اسکی ماں کا رونا، باپ کی غیر حاضری، اسکی ماں کا جانا اور سب سے آخر میں۔

''میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤنگا ڈیڈی۔'' کہتے اس نے بہتی ناک کو انکے کوٹ سے صاف کیا۔

ظہور بناٹو کے تفکر سے اسکی پیٹھ سہلاتے رہے۔وہ بچہ تھا،اسکا دل نازک تھا۔ نجانے کب سے وہ یونہی سکڑا سمٹا دھول میں لیٹا تھا۔

نرمی سے اسکے بالوں اور کپڑوں پر لگے تنکے یا دھول کے ذرات صاف کرتے وہ خاموش تھے۔وضاحتیں بہت تھیں مگر بچے کو جملے سے زیادہ افعال کا سہارا ہوتا ہے۔

''میں بھی کہیں نہیں جارہا حبیبی!''اس کے چہرے پر سے نمی کو ہاتھوں سے ہٹاتے وہ اسے وضاحت نہ صحیح وعدہ تو دے ہی سکتے تھے۔

فاطر گیلی آنکھوں سے باپ کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔اسے ورثہ میں باپ کا چہرہ، باپ کی ذہانت، باپ کی ہی شکی فطرت اور باپ جیسی ایماندار روح ملی تھی۔ماں سے وہ ہمیشہ ہی لاتعلق سا رہا تھا۔یہ اسکی سوچ تھی۔

ابھی اسے اندازہ نہیں تھا کے اپنی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو اسے ماں ہی کی طرف سے گتھی میں گھلا ملا ہے۔

بے صبری، جلد بازی اور غصہ ہو بہو اسکا صدیقہ ابوالاسلام جیسا تھا۔

★

حال

قافلے کی صورت میں انہیں رخصت کرتی ملکہ قلعہ کے دروازے کے قریب کھڑی تھی۔

یوں لگتا تھا ماں اپنی اولاد کو رخصت کر رہی ہے۔ عورتوں کے بجائے تمام مردوں کے چہرے افسردہ تھا۔ کچھ میں تو اتنی توانائی بھی نہیں تھی کے دانستہ ہی مسکرا لیں۔ جبکہ ان کی نسبت عورتوں کی بھانچیں ہی اندر نہیں جا رہیں تھیں۔

المیرا سے کچھ دور کھڑے فاطر اسلام نے دروازے کی دوسری طرف پھیلے جزیرے کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔

وہ بری طرح ناکام رہا۔ایک تو قلعہ چاروں طرف سے بند۔اوپر سے قلعے کے گرد دیواریں بے انتہا اونچیں، تیسرا وہ درمیانے دروازے میں ایستادہ تھے۔مرکزی دروازہ جو لکڑی کا بنا اور ستاروں سے ترش شدہ تھا اسکے سامنے دھند ہی دھند تھی۔

وہ یہاں قید تھے اور اس قید سے صرف ایک المیرا ہی انہیں رہا کروا سکتی تھی۔

★★★★

باب ملکہ

کوئی کہتا ہے ملکہ شر اسے

تو کسی کو وہ سچائی کی لگتی راوی ہے

قلعہ میں سجاوٹ ان چھوئی تھی۔در و دیوار کو نیند اپنی آغوش میں لے چکی تھی۔کوئی ذی نفس اس وقت راہداری، سیڑھیوں، ہال میں گھومتا نہیں دھکے گا۔

www.novelsclubb.com

باورچی خانے میں دیگیں خالی تھیں اور برتنوں کے امبار تھے۔ہال میں تمام میز کرسیوں پر کھانے کا بقایا سامان موجود تھا۔

ایسے میں ملکہ کی خواب گاہ کا رخ کرو۔ کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی پائنتی کے کنارے ٹھہری تھی۔ جہازی بستر پر ملکہ کا وجود نارنجی چادر سے ڈھکا تھا۔ ریشمی بال سرہانے پر پھیلے تھے اور کچھ لٹیں چہرے پر سایہ فگن تھیں۔ آنکھیں جھکی ہوئی پلکوں کے پیچھے چھپیں تھیں اور ہلکے سانس لینے کی آواز اس بات کا اشارہ کر رہی تھیں کہ وہ مری نہیں۔۔۔۔۔اب تک۔

کمرے میں اس سوتی روح کے سوا کوئی نہیں تھا۔ بستر کے ایک طرف قدرے جلا ہوا چراغ بار کی مدد سے لٹکا تھا۔ اسکی پیلی اور نارنجی روشنی المیرا کے چہرے کے اوپر منعکس ہو رہی تھی۔

کچھ لمحات خاموش رہ کر کمرے کا جائزہ لو۔

دفعتاً سوتی ہوئی المیرا نے اپنے بازو پر ہلکا سا لمس محسوس کیا جیسے اسکے دائیں کلائی سے آستین کھینچ کر اس سے کپڑا ہٹایا گیا ہو۔

وہ نیند ہی میں سسکائی مگر جب اس لمس کی چبھن کچھ لمحات کے لیئے محسوس نہ ہوئی تو دوبارہ پر سکون ہو کر سو گئی۔

یہ اسکی بھول ہی تھی کے وہ سو سکے گی۔کچھ ہی دورانیہ گزرا تھا جب اسے جلد پر کسی چیز کے چھونے کا احساس ہوا۔اس بار وہ احساس پوری کلائی کے بجائے بس اپنے ہاتھ کی پشت اور نبض پر ہوا۔دھیرے دھیرے سے جیسے کوئی چیز اس پر رینگ رہی ہو۔اس شے کو نظر انداز کرتے المیرا نے گردن ایک طرف ڈھلکا دی۔

احساس دوبارہ ہوا،نوعیت مختلف تھی۔

یک دم کوئی چیز اسکی نبض پر چبھی تو ہلکی سی سسکی لبوں سے برآمد ہوئی۔"ایک تو یہ مچھر بھی نا۔"المیرا نے بائیں ہاتھ کو پوری وقت سے دائیں ہاتھ کی نبض پر مارا۔

اپنے کارنامے پر مطمئن ہوتے وہ نیند میں ہی مسکرائی اور چہرے سے ہاتھ ہٹاتے خوابوں کی دنیا میں گم ہونے لگی جب اسکے اعصاب چوکنا ہوئے، جسم کے بال کھڑے ہوئے، حلق میں سانس جامد ہوئی، پلکوں کی لرزش تھم گئی اور سماعت اپنی دائیں جانب متوجہ ہوئی۔

وجہ.....وہ انسانی کراہ جو المیرا کے تھپڑ کے بعد سنائی دی۔ کچی نیند میں ہونے کی وجہ سے نہ اسکا ذہن مکمل طور پر غائب تھا اور نہ ہی مکمل حاضر۔

بستر پر جم کر لیٹے اسکی دل کی دھڑکن تیز تھی۔ معدے میں خوف کے مارے تتلیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اکیلے کمرے میں کسی اور انسان کی سسکی کیسے ممکن تھی۔

کچھ دیر تک وہ آواز کی منتظر رہی۔ گردن پر موجود نبض بے ہنگم تھی۔ آنکھ کا ایک کنارہ کھولا تو دائیں طرف کا کمرہ خالی تھا۔ گردن گھما کر اطراف کا جائزہ لیا، سارا کمرہ خالی تھا۔

www.novelsclubb.com

المیرا ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔اسے سر تا پیر خود کا وجود جھلستا محسوس ہوا۔ہتھیلیاں نم اور زبان خشک۔دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے وہ دوبارہ سر تک چادر تان کر لیٹ گئی۔

بمشکل کچھ گھڑیاں ہی گزریں تھیں.....جب اسکے پاؤں کی انگلیاں کسی چیچی شے سے ٹکرائیں۔یہ المیرا کی برداشت آزمانے کے لیئے بہت تھا۔خود پر سے ایک جست میں چادر ہٹاتے وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔سانسیں ناہموار، کمر جھکی ہوئی۔ وہ قسم کھا کر کہہ سکتی تھی کہ اس نے اس کمرے میں ایک اور انسان کو سانس لیتے سنا ہے۔

اس اکیلے کمرے میں۔

www.novelsclubb.com

اس گہرے اندھیرے اکیلے کمرے میں۔

تنہا قید۔المیرا جو ابھی تک خوف کے درمیانے درجے پر تھی اسے ایک دم سے کمرے کی در و دیوار خود پر چھوٹی ہوتی محسوس ہوئیں۔جسم میں سے جان ایک جھٹکے

سے فنا ہوئی۔اس سے پہلے کے وہ گھٹنوں کے بل گرتی..... تیز قدم اٹھاتی وہ دروازے کی طرف بھاگی۔

گردن بے قابو ہوئے کبھی کمرے کی طرف مڑتی کبھی دروازے کی جانب۔قدم میں پہلے دوسرے کی شناخت کیئے بنا زور سے دروازہ کھولتی وہ باہر کی طرف بھاگی۔

چراغ اندر اسکے بستر کے اوپر جھول رہا تھا۔باہر بیٹھی گل اس اچانک ایفتادہ پر نہ جاگی نہ برائی۔وہ جب سوتی تھی تو گدھے گھوڑے بیچ کر سوتی تھی۔

ہر لمبے ڈگ کے ساتھ اس نے اپنے دل کی دھڑکن کو ایک غیر مستحکم سطح پر دھڑکتا پایا۔اس کی ہتھیلیاں نم تھیں۔پسینے کی وجہ سے اس کے پاؤں کا تلوا زمین پر پھسل رہا تھا۔فرش جل رہا تھا اور وہ بھی۔

وہ بھاگی، وہ ٹکرائی، پیچھے دیکھا، وہ چلی، وہ گری، بائیں طرف دیکھا، وہ رینگی، سامنے دیکھا.... لیکن ان تمام لمحوں میں ایک کام تھا جو اس نے نہیں کیا۔

وہ رکی نہیں۔

منزل کا تعین کیئے بناوہ دیوانہ وار دوڑ رہی تھی۔ تین دن پہلے وہ انہیں راہداریوں میں غائب دماغی کے ساتھ چل رہی تھی اور آج اپنی جان کو بچانے کے غرض سے وہ بھاگ رہی تھی۔

اسے کھلے آسمان تلے جانا تھا۔ کوئی کھڑکی، کوئی بالکانی کچھ بھی نہیں۔اپنے کمرے میں موجود کھڑکی کو چھوڑتے وہ یہاں ڈگرڈگر گھوم رہی تھی جب اسکے قدم اسے ایک ایسی جگہ لے آئے جہاں آنا ہر ذی نفس کے لیئے ممنوع تھا۔

تہہ خانے کی سیڑھیاں اس سے کچھ ہی فاصلے پر تھیں۔

المیر ابغیر کسی تہہ شدہ عمل کے یہاں تک آئی تھی۔دماغ ابھی تک مصروف تھا ورنہ وہ اپنی موجودگی پر ضرور نظر ثانی کرتی۔

پہلی سیڑھی، پھر دوسری، ہاتھ کی مدد سے ٹٹولتے وہ نیچے جا رہی تھی۔ چہرہ سرخ تھا، گردن پسینے سے شرابور اور سانسیں بلند۔ آنکھ سے قطرہ نکلنا تو دور وہ نم بھی نہیں ہوئیں۔

المیرا کے بے ربط قدم پانچھویں سیڑھی پر رکیں جب یک دم سامنے سے آنے والے وجود سے وہ ٹکراتے ہوئے بچی۔ ایک دلخراش چیخ نکالتے سینے پر ہاتھ رکھے وہ اچھل کر پیچھے ہوئی۔

آنے والے کے ہاتھ میں چراغ تھا جسے اونچا کرتے اس نے المیرا کی اڑی رنگت والا چہرہ دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ملکہ!" شہزادی عبیل کے خوبصورت نقوش میں الجھن گھلی۔ سرخ عام سا لباس اور بالوں کی چار بل والی چٹیا پشت پر ڈالے وہ المیرا کا پسینہ زدہ چہرہ چراغ کی روشنی کی مدد سے دیکھنے لگی۔

ملکہ نے کچھ کہنے کے لیئے خشک لبوں کو آزاد کیا جب نظر نے پھسلتے ہوئے عبیل کے دوسرے ہاتھ تک کا سفر کیا۔

المیرا نے بمشکل متلی کرنے سے خود کو روکا۔ شہزادی نے اپنے دوسرے ہاتھ میں ایک دستانہ پہنا ہوا تھا جس پر ایک ہلکے وزن کا لکڑی کا آدھے فٹ جتنا اونچا ڈبہ تھا۔ ڈبے میں کندہ شدہ علامت المیرا کے لیئے مانوس تھی لیکن اس لمحے کی تمازت میں وہ اسے پہچان نہ سکی۔

اس کی سانس بکسے یا داستانے کی وجہ سے نہیں اٹکی۔ اسکو خوف زدہ داستانے کی انگلیوں پر لگے خون کے سرخ دھبوں نے کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ لاشعوری طور پر دو قدم پیچھے ہٹی۔ عبیل کے چہرے پر پریشانی بھٹک کر بھی نہیں آئی۔ وہاں بس الجھن تھے اور المیرا کی موجودگی کے لیئے سوالات۔

خون آلود داستانہ، ایک شناسا ڈبہ، بھگوڑی شہزادی اور ایک ممنوع علاقہ.....المیرا کا سر چکرانے لگا۔

ان کے ارد گرد کی فضا جلنے لگی۔ وہ مزید ہوا اندر نہیں لے سکتی تھی، اس کی زبان کی نوک پر بنے الفاظ جیسے ڈرنے جکڑے تھے۔ اس کے ٹخنوں نے سیڑھیوں کے پچھلے حصے کو چھوا جب اس کا حوصلہ تمام ہو گیا۔ گردن کے پچھلے حصے پر تیز ڈنک کا احساس اور بس.....وہ غیر ضروری اعضاء کے تھیلے کی طرح زمین پر گر گئی۔ بند آنکھیں لالٹین کی روشنی میں نظر آئیں۔

"ملکہ!" عبیل تیزی سے جھکی اور اسکے گال تھپتپاتے اسے جگانے لگی۔

★

آوازیں ایک دوسرے میں گھلتی ہتھوڑے کی طرح اسکے اعصاب پر برس رہیں تھیں۔ ماتھے سے لے کر کندھے اور گردن کے پچھلے حصہ پر شدید بوجھ تھا۔ آنکھیں کھولنے کی تمام کوششیں ناکام گئیں تو اس نے سننے کی حس کی مدد لیتے اپنے اطراف کا جائزہ لیا۔

ایک بات تو تہہ تھی کہ آوازیں بے تحاشہ ہیں۔

''ملکہ کو ہوش کب تک آئے گا؟'' یہ آواز نگار کی تھی۔ میکانکی لہجہ جس نے فکر کی ایک مختصر چادر اوڑھی تھی۔

''کچھ دیر میں آجائے گا۔'' بھاری موئدب آواز۔ یہ غمار تھی، طبیبِ خاص غمار کی آواز بہت قریب سے آئی۔

ان دونوں کے بعد کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی رہی۔ برتنوں کی کھڑ کھڑ اور دوائی کی بدبو۔ المیرا کو ان عورتوں سے غرض نہیں تھا اسے اپنے شناشاؤں کی آواز کی چاہ تھی۔

گل کہاں ہے؟ دبیر یہی ہے کیا؟ اور..... فاطر! وہ اب تک خاموش کیوں تھا۔

''مجھے لگتا ہے ملکہ نے کوئی برا خواب دیکھا ہو ھا۔'' ادوب کی بات پر کسی نے ردِ عمل نہ دیا اور خاموشی ایک بار پھر اس کے گرد پھیل گئی۔ تنہا قید میں خاموشی ہی اسکے گھٹن کا باعث تھی، وہ اب مزید یہ درد نہیں سہہ سکتی۔

پلکوں پر زور دیتے اس نے آنکھیں کھولیں تو منظر دھندلا تھا۔ ننھے تارے اور لامحدود سیاہی۔

"ملکہ کو ہوش آگیا ہے۔" المیرا نے دو تین مرتبہ آنکھوں کو جھپک کر منظر کے شفاف ہونے کا انتظار کیا۔ وہ اپنے کمرے میں تھی۔ بستر پر لیٹی تھی۔ عینک لگائے غمارا اس سے کچھ ہی فاصلہ پر کرسی پر تھی۔ نگار چھڑی کے سہارے کھڑی بغور اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی۔ نظریں گھمائیں تو سامنے گل اور کماری دروازے کے ساتھ کھڑیں ملیں۔ کماری کے چوڑے وجود کے ساتھ گل چھوٹی سی لگی۔

کچھ ہی دور اندھیرے میں دبیر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے موجود تھا اور المیرا کے بستر کے اختتام پر ادوب بمشکل بیٹھی ترحم سے اپنی ملکہ کا دید کر رہی تھی۔

جس ایک چہرہ کو دیکھنے کی چاہ تھی وہی نظر سے غائب تھا۔

"پانی۔" گھٹی آواز میں کہنے کی دیر تھی جب ایک طرف سے صراحی میں سے پانی انڈیلنے کی آواز آئی۔ المیرا نے آواز کے تعاقب میں دہانی رخ سے دیکھا تو منظر اتنا صاف نہ تھا۔ دو بھورے ہاتھ اب ادوب کو گلاس پکڑا رہے تھے۔

المیرا کی نظروں کا زاویہ مختصر ہوتے بس اس آدمی پر تھم گیا۔ فاطر اسلام نے ایک مرتبہ بھی اسکے نحیف وجود پر نظر ڈالنا تو دور فکر سے کسی اور سے کوئی سوال بھی نہیں پوچھا۔

اس شناسا سے زیادہ تو اجنبی اسکی پرواہ کر رہے تھے۔

ادوب اور غمار کی مدد لیتے اس نے حلق تر کیا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ ذہن ابھی بھی بھاری تھا۔ اس کا دل کیا وہ گہری کبھی نہ اٹھنے والی نیند میں کھو جائے۔

"کیا ہوا تھا ملکہ! آپ اپنے خادم کو بے ہوش تہہ خانے کے سامنے ملیں تھیں۔" المیرا نے چہرہ اٹھا کر اپنے خادم کو دیکھا۔ ہنوز لاتعلقی اور اپنے کام سے کام رکھنے کی غرض۔

''کیا آپ نے کوئی برا خواب دیکھا تھا۔''ادوب کی طرف سے ایک اور سوال۔ المیرا نے ذہن پر زور ڈالنا چاہا مگر کوشش کے باوجود بھی وہ چند الفاظ سے زیادہ کچھ سوچ نہ سکی۔''کیا آپ ڈر گئی تھیں؟''

''مشیر خاص ادوب بہتر ہو گا آپ یہ سوال جواب کل کے لیئے محفوظ رکھیں۔ کیا ملکہ کی حالت آپ کو ایسی دکھ رہی ہیں کے وہ سوالات کے جوابات دیں؟''نگار کے بات کاٹنے پر ادوب نے ایک ملامتی نگاہ المیرا پر ڈالی۔ جیسے ایک لاڈلا بچہ اپنے ماں کو فکر سے دیکھتا ہو۔

''ملکہ کو آرام کی ضرورت ہے۔''اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے غمار نے اعلان کیا۔ نگار نے گردن کے خم سے اسکی تردید کی اور کماری کو دیکھا۔

''اپنی سب سے جان باز اور ہنر مند سپاہیوں کو تیار کرو، کل محافظ کی تبدیلی ہو گی اور اس مرتبہ فیصلہ میں لونگی۔''حکم رائج کرتے وہ کماری اور گل کے درمیان سے ہوتی گزر گئی۔

فکر مند سی کھڑی گل نے لب چباتے اپنے استاد کو دیکھا۔ کماری نے جواباً دیکھا ضرور مگر کچھ بھی کہنے بنا باہر چلی گئی۔ ادوب کو خود کے قریب سے اٹھتا دیکھ المیرا بول اٹھی۔

"مجھے اکیلا مت چھوڑو۔" اسکی آواز مدھم تھی مگر اس میں کی گئی منت واضح۔ ادوب نے ملکہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے انہیں رام کرنا چاہا۔

"باہر دو سپاہی موجود ہیں۔ محافظ گل آج آپ کے کمرے کے اندر ہی پہرہ دے لے گی۔" المیرا کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑواتے وہ، غمار اور دبیر آگے پیچھے دروازے سے نکل گئے۔

www.novelsclubb.com

اب گل، فاطر اور المیرا سمیت کمرے کی وحشت تھی۔

ایک مرتبہ مزید چہرہ پھیرتے فاطر کو دیکھا جو اب پانی کا سنہرا جگ بھرتے صراحی کو سنبھالے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کمال بے نیازی تھی وہاں۔

''میرے کمرے میں کوئی آیا تھا۔''اپنی پشت پر سے سنائی دیتی المیرا کی آواز نے اسکے قدم جکڑ لیئے۔ایک رات کی خواری نے اس عورت کا سارا غرور مٹی کر دیا۔

گل نے ایک نظر فاطر کو دیکھا پھر المیرا کو۔بغیر بتائے بھی وہ جانتی تھی یہ معلومات میں اضافہ صرف فاطر کے لیئے کیا گیا ہے۔

فاطر کی موجودگی میں المیرا کے لیئے سب ثانوی ہو جاتا تھا۔

''اچھا جھوٹ ہے۔''اسکی طنزیہ ہنسی کا وار سیدھا المیرا کے حوصلے پر ہوا تھا۔''مگر میری دھمکی قائم ہے(چہرے کا رخ پھیرا، نظریں جھکی رہیں)تمہارے پاس کل کا دن آخری ہے اس کے بعد تمہاری اصلیت کا تماشہ سلطنت ماہ ملکہ سمیت ہم سب دیکھیں گیں۔''سور پھونک کر وہ ٹھہرا نہیں۔

اپنے پیچھے سے دروازہ بند کرتے وہ گل اور المیرا کو اکیلا چھوڑ گیا۔

المیرا کے چہرے پر اس نقاہت میں بھی غصہ تھا۔ گل صحیح کہتی تھی ایک فاطر ہی ہے جو المیرا کی برداشت آزمانے کا ہنر رکھتا تھا۔

★

سمندر گہرہ ہے اور رات کی سیاہی میں خوفناک بھی۔ روشنیوں سے جھل مل اس جہاز میں جشن کا سما تھا۔ ان تیس چالیس گروہ کی نئی زندگی کی آج پہلی رات تھی۔ موسیقی، رقص، لوازمات سب سے لطف اندوز ہوئے وہ سب غرق تھے۔ بلند قہقہے، ایک دوسرے پر رائے کا تبادلہ۔ کچھ چہرے مرجھائے ہوئے اور کچھ پرجوش۔

www.novelsclubb.com

جہاز یمن کی طرف روانہ تھا اس بات سے بلکل بے خبر کے دشمن ان کی طاق میں ہیں۔

جہاز کے عرشے پر جھومتے، پھرتے، گاتے لوگوں کی نظر جونہی قریب آتے ایک چھوٹے جہاز تک گئی ان کی حرکات سست ہوتے ہوتے رک گئی۔ جہاز یک دم ہی ان کی سواری کے قریب آیا۔ کچھ دیر کے لیئے سب کام کاج تھمے۔

مکمل سناٹا اور سمندر کی گہرائی۔

ساتھ والے جہاز سے یک دم ایک سیڑھی ان کے جہاز میں پھینکی گئی اور اس سے پہلے کے کوئی کچھ سمجھتا ڈھیروں کی تعداد میں مردوں نے ان کے جہاز میں چھلانگ لگائی۔

اب جو شور مچا وہ پہلے سے بھی زیادہ بلند اور دلخراش تھا۔ اپنی جان کو بچاتے لوگ اندر باہر بھاگنے لگے۔

جہاز میں کہیں بھی اصلحہ نہیں تھا۔

انکی موت ان سے کچھ قدم کی دوری پر تھی۔

لمحوں کا کھیل تھا اور ہنستا کھیلتا جہاز ان آنسوؤں کا راز دار بن گیا۔

★

راز بننا کبھی ختم نہیں ہوتے۔ بھروسے کی قلت میں ان کہی باتیں جو دل دھکا دیں یا اعصاب ہلا دیں پوشیدگی کی نیت سے راز کا روپ دھاڑ لیتی ہیں۔

ایسے ہی کئی رازوں سے ناآشنا ہم ملکہ ماہ کے کمرے سے نکلتے اب راہداریوں میں ٹہلتے ہیں۔

ٹہل ٹہل کر شاہی کتب خانے کے پردوں کو ہٹاتے علم کی دنیا میں گم ہو جاؤ۔ مگر ہماری منزل وہ کتابوں کی الماریاں نہیں ہماری منزل تو وہ دیوار ہے جہاں ایک دن پہلے فاطر ابولاسلام نے ان دیکھی آوازیں سنیں تھیں۔

چلتے چلتے اس دیوار تک آؤ تو تمہیں سیاہی سے خود کو پوشیدہ رکھے ایک وجود راز کو پیدا کرتا دکھے گا۔ اسکا ہاتھ دیوار کی اینٹیں ٹٹول رہا تھا۔ داستانے والا ہاتھ جس پر

سرخی کی چھینٹیں تھیں۔دیوار کو انگلیوں کی پوروں سے چھوتے رہنے کے بعد وہ ہاتھ ایک دم ہی سیاہی کا حصہ بنا اور غائب ہو گیا۔

ان کہی باتیں پوشیدہ رہ گئیں۔کتب خانہ میں انسانی نفس بس ایک ہیولے تک محدود رہا۔

سلطنت ماہِ ملکہ نے ایک اور راز کو خود میں ڈھانپ لیا۔

★★★★

www.novelsclubb.com